شرح عقائد نسفیہ ششماہی اول

مدرس:: شیخ الحدیث مفتی نوازش عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ

🌹 🖋️ محمد صائم عطاری 🖋️ 🌹

درجہ سابعہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو کنز المدارس بورڈ میں شامل شرح عقائد نسفیہ ششماہی اول کے 80 فیصد نصاب کے نوٹس مل جائیں گے۔۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے نمبر پہ رابطہ کریں۔۔۔۔۔

(1)شرح وقایہ((کتاب الجہاد))(2)حسامی((باب القیاس))(3)تیسیر مصطلح الحدیث(4)القصائد المنتخبہ(5)فقہ السیرہ(6)منہاج العابدین مکمل(7)تفسیر بیضاوی((ششماہی اول وثانی))(8)ہدایہ جلد اول ودوم(9)النور المبین مکمل(10)فتح المنان(11)مناظرہ رشیدیہ(12)اجابۃ الغوث(13)اصول الدعوہ والارشاد(14)الفقہ الاکبر مکمل(15)العربیہ للطالبین المستوی الرابع(16)شرح نخبۃ الفکر(17)موطاامام مالک(18)ہدایہ جلد سوم وچہارم (19)توضیح وتلویح(20)تحقیق وتدوین(21)شرح عقائد نسفیہ ششماہی دوم(22)شرح معانی الآثار(23) اصول وراثت(24)السراجی(25)میزان الادیان بالاسلام(26)موطاامام محمد

03238599095

🌹✒️ محمد صائم عطاری ✒️🌹

درجہ سابعہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

سوال::: مصنف نے اپنی کتاب کا آغاز تسمیہ اور تحمید سے کیوں کیا؟؟؟

جواب::: مصنف نے قرآن پاک کی اقتداء کرنے اور حدیث پاک پہ عمل کرنے کی وجہ سے اپنی کتاب کا آغاز تسمیہ اور تحمید سے کیا ،، چنانچہ اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """کوئی بھی کام جس کی ابتداء بسم اللہ سے نہ کی جائے وہ نامکمل رہ جاتا ہے """ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی بھی کام جس کی ابتداء تحمید سے نہ کی جائے وہ ادھورا رہ جاتا ہے """۔۔۔۔۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ابتداء کی دو اقسام ہیں:::

(1)ابتدائے حقیقی

جہاں سے کسی کام کو شروع کیا جائے اسے ابتدائے حقیقی کہتے ہیں اور بسم اللہ والی حدیث ابتدائے حقیقی پہ محمول ہے۔۔۔۔۔

(2)ابتدائے اضافی

جو مقصود پہ مقدم ہو اسے ابتدائے اضافی کہتے ہیں، تحمید والی حدیث ابتدائے اضافی پہ محمول ہے۔۔۔۔۔

سوال::: متوحد اور متقدس کا کیا معنی ہے؟؟؟

جواب::: متوحد اس کو کہتے ہیں جو اپنی ذات میں کامل ہو اس جیسا کوئی نہ ہو،، متقدس کا مطلب ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔۔۔۔۔

سوال::: صلاۃ کا معنی بیان کریں،، نیز یہ بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ صلاۃ کا معنی کیا ہو گا؟؟؟

جواب::: صلاۃ """دعا اور رحمت طلب کرنے """کے معنی میں ہے لیکن جب اس کی نسبت اللہ پاک کی طرف کی جائے گی تو مجازا رحمت مراد ہو گی،، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ صلاۃ کا مطلب ہے """اے اللہ!!! دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بلند کر کے، ان کی دعوت کا اظہار کر کے اور ان کی شریعت کو باقی رکھ کے عزت عطا فرما اور آخرت میں ان کی شفاعت ان کی امت کے حق میں قبول کر کے عزت عطا فرما۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے خطبے میں رسول کی بجائے نبی کا لفظ کیوں استعمال کیا؟؟؟

جواب::: اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں کہ نبی کا لفظ صرف نبی کے لیے ہی استعمال ہو سکتا ہے جبکہ لفظ """رسول""" غیر نبی کے لیے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

قرآن کریم میں رسول کی بنسبت نبی کا لفظ زیادہ استعمال ہوا ہے لہذا مصنف نے بھی لفظ """نبی""" استعمال کیا۔۔۔۔

سوال::: بساطع حججہ اور واضح بیناتہ سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: بساطع حججہ سے مراد بلند دلائل ہیں جن کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ دیا گیا اور بینات سے معجزات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: لفظ """آل""" کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: اس میں کئی احتمالات ہیں۔۔۔۔

ایک قول کے مطابق آل سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں،، ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد، بیویاں، داماد اور خدام وغیرہ ہیں، جبکے ایک اور قول کے مطابق ہر پرہیزگار مؤمن آل میں شامل ہے۔۔۔۔۔

سوال::: صحابی کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: صحابی اس ہستی کو کہتے ہیں جنہوں نے حالت بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی ہو اور حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوں۔۔۔۔

سوال::: ھداۃ اور حماۃ کا مطلب بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: ھداۃ """ہادی""" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے رہنمائی کرنے والا۔۔۔۔۔

حماۃ کا مطلب ہے """مددگار"""۔۔۔۔۔

سوال::: مبنی سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: جس پہ اس کے غیر کی بنیاد رکھی جائے اسے مبنی کہتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: شرائع کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: یہ شریعت کی جمع ہے،، لغت میں راستے کو شریعت کہتے ہیں،، مسلمانوں کے عرف میں دین اسلام کو شریعت کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اساس کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: کسی چیز کی اصل اور مبدا کو اساس کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: علم توحید کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز اس کی دین اسلام میں کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: وہ علم جس میں توحید کے مسائل کے بارے میں بحث کی جائے علم """توحید""" کہلاتا ہے،، اس میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ علم کلام کا موضوع """اللہ پاک کی ذات وصفات""" ہیں۔۔۔۔۔

علم توحید اسلامی عقائد کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: شک اور وہم میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب:: شک اور وہم دو کیفیات کا نام ہے جن میں تردد پایا جاتا ہے،، ان میں فرق یہ ہے کہ شک میں کوئی جہت راجح نہیں ہوتی جبکہ وہم میں ایک جہت راجح ہوتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: قدوۃ کی لغوی تحقیق کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ قائد کی جمع ہے،، قائد وہ ہوتا ہے جس کی اقتداء کی جائے۔۔۔۔

سوال::: ملت اور دین میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: ذات کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں،، ان میں محض ایک اعتباری فرق ہے کہ جو کتابوں میں لکھا ہے وہ ملت ہے اور جس پہ عمل کیا جاتا ہے وہ دین ہے۔۔۔۔

سوال::: دارالسلام سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: یہ جنت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔۔۔۔۔

سوال::: غرر الفوائد اور درر الفرائد سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: غرر الفوائد کا مطلب ہے چمک دار فائدے۔۔۔۔

درر ""درۃ"" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ""لؤلؤ""، فرید اس موتی کو کہتے ہیں جو سیپی میں پایا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: جواہر و فصوص کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز تنقیح و تہذیب کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: جواہر ""جوہر"" کی جمع ہے اور جوہر سے مراد وہ نفیس پتھر ہے جس سے نگینے نکالے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

فصوص اس قیمتی موتی کو کہتے ہیں جس کو انگوٹھی کی زینت بنایا جاتا ہے۔۔۔۔۔

تنقیح کا مطلب ہے ""کانٹ چھانٹ کرنا"" اور تہذیب کا مطلب ہے ""کسی چیز کو ترتیب سے لگانا""۔۔۔۔۔۔

سوال::: شارح نے کیسی شرح لکھنے کا ارادہ فرمایا؟؟؟

جواب::: شارح نے ایسی شرح لکھنے کا ارادہ کیا جو اس کے مجملات کی تفصیل کرے،، مشکلات کو واضح کرے،، لپٹی ہوئی چیزوں کو پھیلادے،، ایسی شرح جو تمام تر خرابیوں سے پاک ہو وضاحت کے دوران ہی مقصد پہ تنبیہ کرنے والی ہو اور دیگر کثیر فوائد پہ مشتمل ہو۔۔۔۔۔

سوال::: تحقیق و تدقیق میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: مسائل کو دلائل سے ثابت کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔۔۔۔

دلائل کے مقدمات کو ثابت کرنا اور اس پہ وارد ہونے والے اعتراضات کو دور کرنا تدقیق کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: احکام کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: احکام کی دو اقسام ہیں:::

(1) احکام فرعیہ و عملیہ

یہ وہ احکام ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔۔۔۔

(2)احکام اصلیہ واعتقادیہ

وہ احکام جن کا تعلق عقائد سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: احکام عملیہ کو کس علم کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: وہ علم جس کا تعلق احکام عملیہ سے ہو اسے علم شرائع یا علم احکام کہا جاتا ہے،،اس علم کو علم الشرائع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ محض شریعت سے حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال::: جس علم میں احکام اصلیہ کو بیان کیا جاتا ہے اسے کیا نام دیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: جس علم میں احکام اصلیہ کو بیان کیا جاتا ہے اسے علم توحید وصفات کا نام دیا گیا ہے،،اس کو یہ نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس علم کی تمام ابحاث میں سے سب سے زیادہ شرف والی بحث توحید اور صفات والی بحث ہے پس اس وجہ سے پورے علم کو"""علم التوحید والصفۃ"""کا نام دے دیا گیا۔۔۔۔۔

سوال::: صحابہ کرام اور تابعین نے علم عقائد اور علم الاحکام کو مدون کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے اور تابعین کا زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہے،،اس وقت اختلافات اتنے زیادہ پیدا نہیں ہوئے تھے اور لوگ اپنے مسائل کو حل کروانے کے لیے ثقات کی طرف رجوع کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے عقیدے صاف تھے لہذا ان کو علم الاحکام اور علم عقائد مدون کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔۔۔۔۔

سوال::: صحابہ اور کبار تابعین کے بعد ان علوم کو مدون کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟؟؟

جواب::: وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فتنے سر اٹھانے لگے،لوگ بدعات کی طرف مائل ہونے لگے،اختلاف رائے بہت زیادہ ہو گیا پھر ان مسائل کو حل کرنے کے لیے علماء نظر وفکر اور استدلال میں مشغول ہو گئے اور ان علوم کو مدون کیا گیا۔۔۔۔۔

سوال::: علم فقہ اور علم اصول فقہ کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: وہ علم جو تفصیلی دلائل کے ساتھ احکام عملیہ کی معرفت کا فائدہ دے اس کا نام فقہ رکھ دیا گیا اور وہ علم جس میں دلائل کے احوال کی اجمالی معرفت حاصل ہوئی اسے اصول فقہ کا نام دے دیا گیا۔۔۔۔

سوال::: کس علم کو """علم الکلام""" کا نام دیا گیا؟؟؟

جواب::: وہ علم جو تفصیلی دلائل کے ساتھ اسلامی عقائد کی معرفت کا فائدہ دیتا تھا اس کا نام """علم الکلام""" رکھ دیا گیا۔۔۔۔

سوال::: علم الکلام کی وجوہات تسمیہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس کی آٹھ وجوہات تسمیہ بیان کی گئی ہیں:::

(1) متکلمین جب کسی عقیدہ پہ بحث کرتے تو یہ الفاظ استعمال کرتے """الکلام فی کذا و کذا""" پس لفظ کلام کے استعمال کی وجہ سے اس علم کو """علم الکلام""" کہا جانے لگا۔۔۔۔

(2) کلام اللہ پہ کی جانے والی ابحاث مشہور تھیں ((یعنی قرآن اللہ کی مخلوق ہے یا کلام؟؟؟)) اور ان ابحاث کی وجہ سے علماء پہ بہت زیادہ ظلم کیا گیا۔۔۔۔

(3) یہ علم انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ شرعیات کو ثابت کرنے اور مدمقابل کو الزام دینے کے بارے میں کلام کر سکے جس کی وجہ سے اسے """علم الکلام""" کا نام دیا گیا۔۔۔۔

(4) یہ ایسا علم جس کو کلام کے ذریعے سیکھا اور سکھایا جاتا ہے لہذا اس کو علم الکلام کا نام دے دیا گیا۔۔۔

(5) اس کے کسی بھی مسئلہ کو بحث و مباحثہ اور جانبین کی جانب سے کلام کر کے ثابت کیا جاتا ہے لہذا اس مناسبت سے اسے علم الکلام کہا جاتا ہے۔۔۔۔

(6) اس علم میں بہت زیادہ جھگڑا اور اختلاف کیا جاتا ہے پس مخالفین سے کلام کرنے اور ان کا رد کرنے کے لیے اس علم کی شدید ضرورت محسوس ہوئی لہذا اس کا نام علم الکلام رکھ دیا گیا۔۔۔۔

(7) اس علم کے دلائل انتہائی مضبوط ہوتے ہیں گویا کہ دیگر علوم اس کے مقابلے میں کلام کہلانے کے حقدار ہی نہیں لہذا اس کو علم الکلام سے موسوم کر دیا گیا۔۔۔۔

(8)اس علم کے دلائل اتنی تاثیر رکھتے ہیں گویا کہ وہ دل کو زخمی کر دیتے ہیں چونکہ """کلم"""کا مطلب بھی زخمی کرنا ہے پس اس مناسبت کی وجہ سے اس کا نام علم الکلام رکھ دیا گیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: علم الکلام میں اکثر اختلافات کس فرقے سے کیے گئے؟؟؟

جواب::: سب سے زیادہ اختلافات معتزلہ کے ساتھ کیے گئے کیونکہ یہی وہ پہلا فرقہ ہے جس نے خلاف سنت عقائد کی بنیاد رکھی۔۔۔۔

سوال::: معتزلہ فرقہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟؟؟ان کو معتزلہ کیوں کہا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: معتزلہ فرقے کا بانی واصل بن عطاء تھااور امام حسن بصری کی مجلس میں شرکت کیا کرتا تھا،،یہ اس مجلس سے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے جدا ہو گیا کہ کبیرہ گناہ کاارتکاب کرنے والا نہ مومن ہے اور نہ کافر اس نے جنت و دوزخ کے درمیان ایک اور مقام ثابت کر دیا۔۔۔۔

امام حسن بصری نے اس کے بارے میں فرمایا"""قد اعتزل عنا"""((یعنی وہ ہم سے جدا ہو گیا))اسی وجہ سے اس فرقے کا نام معتزلہ پڑ گیا۔۔۔۔

سوال::: معتزلہ خود کو کیا نام دیتے تھے؟؟؟نیز ان کی دلچسپی کن علوم میں تھی؟؟؟

جواب::: چونکہ معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ عزوجل پہ فرمانبردار کو ثواب دینااور نافرمان کو سزا دیناواجب ہے اور یہ لوگ اللہ پاک کی صفات قدیمہ کی نفی کرتے تھے لہذا انہوں نے اپنا نام"""اصحاب العدل والتوحید"""رکھ دیا۔۔۔۔۔

یہ علم الکلام میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور اس میں انہوں نے کافی غلو کیا،،اس کے ساتھ ساتھ یہ کثیر اصول واحکام میں فلاسفہ سے متاثر تھے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ابوالحسن اشعری رحمۃاللہ علیہ اور ابو علی جبائی کے درمیان ہونے والا مکالمہ تحریر کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

ابو حسن اشعری::: تمہارا ان تین بھائیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن میں سے ایک فرمانبرداری کی حالت میں مرا دوسرا نافرمانی کی حالت میں اور تیسرا نابالغ ہونے کی حالت میں مرا؟؟؟

ابو علی جبائی::: پہلے کو جنت میں جزا دی جائے گی،، دوسرے کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا اور تیسرے کو نہ سزا دی جائے گی اور نہ عذاب دیا جائے گا۔۔۔۔

ابو حسن اشعری::: اگر نابالغ بھائی نے اللہ سے کہا کہ اے میرے رب!!! تو نے مجھے چھوٹے ہونے کی حالت میں کیوں مارا؟؟؟ تم نے مجھے بڑا ہونے تک باقی کیوں نہ رکھا تاکہ میں تیری اطاعت کر کے جنت میں داخل ہو جاتا،، پس رب کیا جواب دے گا؟؟؟

ابو علی جبائی::: رب کہے گا میں تم سے زیادہ جاننے والا ہوں،، میں جانتا تھا کہ اگر تو بڑا ہوا تو برے عمال کرے گا جس کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا لہذا تمہارا بچپن میں مرنا بہتر تھا۔۔۔۔

ابو حسن اشعری::: اگر دوسرے نے یہ کہا کہ اے رب!!! تو نے مجھے بچپن میں موت کیوں نہ دی؟؟؟ تاکہ نہ تیری نافرمانی کرتا اور نہ دوزخ میں جاتا تو رب کیا کہے گا؟؟؟

ابو علی جبائی::: اس سوال کا جواب اس سے نہ بن سکا اور وہ حیران و پریشاں ہو گیا۔۔۔

پس اس مکالمے کے بعد ابو حسن اشعری نے معتزلہ کو چھوڑ دیا اور اہل سنت والجماعت میں شامل ہو کر معتزلہ کے باطل عقائد کا رد شروع کر دیا۔۔۔۔

سوال::: علم الکلام میں فلسفہ کی آمیزش کیوں ہوئی؟؟؟

جواب::: جب فلسفہ کو یونانی زبان سے عربی میں منتقل کیا گیا تو مسلمانوں نے فلسفہ سیکھنا شروع کیا تاکہ باطل فرقوں کا رد کیا جاسکے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علم کلام میں علم طبعیات، الہیات اور ریاضی کافی حد تک شامل ہو گئی،، اگر علم الکلام میں سمعیات یعنی حشر و نشر اور دیگر اسلامی عقائد کا ذکر نہ ہوتا تو اس میں اور فلسفہ میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا۔۔۔۔

سوال::: علم الکلام دیگر علوم سے کیوں افضل ہے؟؟؟

جواب::: مصنف نے اس کی پانچ وجوہات بیان کی ہیں:::

(1)یہ احکام شرعیہ کی بنیاد ہے۔۔۔۔

(2)علوم دینیہ کا سردار ہے۔۔۔۔

(3)اس کی معلومات اسلامی عقائد ہیں۔۔۔۔۔

(4)اس کی غرض وغایت دین ودنیا میں کامیابی ہے۔۔۔۔

(5)دیگر علوم کی بنسبت اس کے دلائل قوی ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اگر اس علم کے اتنے فضائل ہیں تو اسلاف نے علم الکلام حاصل کرنے سے منع کیوں کیا؟؟؟

جواب::: اسلاف نے اس شخص کو علم الکلام حاصل کرنے سے منع کیا ہے جو دین میں تعصب کا شکار ہو،، علم یقینی حاصل کرنے سے قاصر ہو،، مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کا ارادہ رکھتا ہو،، ورنہ وہ علم جو واجبات کی اصل ہے اس سے کیسے منع کیا جاسکتا ہے؟؟؟

پس ثابت ہوا کہ اسلاف کا یہ قول ہر ایک کے لیے نہیں ہے۔۔۔

سوال::: علم الکلام میں اسلامی عقائد کے بارے میں بات کی جاتی ہے،، ماتن کو چاہیے تھا کہ تسمیہ کے بعد عقائد اسلامیہ پہ گفتگو کرتے لیکن انہوں نے اپنے کلام کا آغاز اشیاء کے حقائق سے کیوں کیا؟؟؟

جواب::: علماء متکلمین محدثات کے وجود سے صانع کے وجود پہ استدلال کرتے ہیں یعنی پہلے وہ اس چیز کو ثابت کرتے ہیں کہ تمام اشیاء حادث ہیں اور جب اشیاء کا حادث ہونا ثابت ہو گیا تو صانع کا وجود خود بخود ثابت ہو جائے گا کیونکہ حادث اشیاء کے لیے ایک محدث کا ہونا ضروری ہے لہذا ماتن نے پہلے اشیاء کے حقائق پہ کلام کیا۔۔۔۔

سوال::: حق کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: حق اس حکم کو کہتے ہیں جو واقع کے مطابق ہو۔۔۔۔

سوال::: حق کا اطلاق کن چیزوں پہ کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کا اطلاق چار چیزوں پہ کیا جاتا ہے:::

(1)اقوال

(2)عقائد

(3)ادیان

(4)مذاہب

سوال::: حق کا مدمقابل کیا چیز ہے؟؟؟

جواب::: باطل حق کا مدمقابل ہے،،یعنی باطل اسے کہیں گے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔۔۔۔

سوال::: صدق کی ضد کسے کہتے ہیں؟؟؟نیز صدق اور حق میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: صدق کی ضد کذب ہے۔۔۔۔

حق اور صدق میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے،، حق کا اطلاق مذاہب،ادیان،اقوال اور عقائد پہ ہوتا ہے جبکہ صدق کا اطلاق محض اقوال پہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

حق میں واقع کی جانب کا اعتبار کیا گیا ہے جبکہ صدق میں حکم کی جانب کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی اگر واقع حکم کے مطابق ہو تو حق کہلائے گا اور اگر حکم واقع کے مطابق ہو تو اسے صدق کہا جائے گا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کسی چیز کی حقیقت وماہیت سے کیا مراد ہے؟؟؟مع مثال بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: کسی چیز کی حقیقت وماہیت سے مراد وہ چیز ہے جس کی وجہ سے کوئی شے وہی شے ہو یعنی کسی چیز کی ذاتیات کو حقیقت و ماہیت کہا جاتا ہے۔۔۔۔

مثلا::: حیوان ناطق انسان کی حقیقت ہے اس کے بغیر انسان نہیں پایا جاسکتا البتہ ضاحک اور کاتب ہونا انسان کی حقیقت نہیں بلکہ یہ عوارض میں سے ہے،،اسی طرح پانی اور مٹی اینٹ کی حقیقت وماہیت ہیں۔۔۔۔

سوال::: حقیقت اور ماہیت میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: کسی چیز کی وجہ سے کسی شے کا وہی شے بننا اگر تحقق کے اعتبار سے ہو تو اسے حقیقت کہا جائے گا،، اگر تشخص کے اعتبار سے ہو تو اسے ھویت اور اگر اس سے ہٹ کر ہو تو اسے ماہیت کہا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: شے کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ ثبوت، تحقق، وجود اور کون میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟؟؟

جواب::: ہمارے نزدیک شے اسے کہتے ہیں جو موجود ہو۔۔۔۔۔

ثبوت، تحقق، وجود اور کون مترادف ہیں۔۔۔۔۔

اعتراض::: مصنف نے کہا کہ تحقق، وجود اور ثبوت وغیرہ مترادف ہیں اور پچھلی عبارت میں اشیاء کی حقیقتوں کے بارے کہا ""حقائق الاشیاء ثابتۃ"" ان کا یہ قول درست نہیں کیونکہ انہی کے بقول تحقق اور ثبوت مترادف المعنی ہیں پس ان کی عبارت گویا کہ یوں ہو گئی ""ثبوت الاشیاء ثابتۃ"" اس طرح موضوع ((یعنی مبتداء)) اور محمول ((یعنی خبر)) کا ایک ہونا لازم آگیا اور یہ بات درست نہیں بلکہ موضوع اور محمول کا ایک دوسرے سے متغائر ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔

جواب::: اگرچہ بظاہر موضوع اور محمول ایک جیسے ہیں لیکن ان کا مفہوم ایک دوسرے سے مختلف ہے لہذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

موضوع والے ثبوت سے مراد وہ ثبوت ہے جو ہمارے اعتقاد میں ہے اور محمول والے ثبوت سے مراد وہ ثبوت ہے جو نفس الامر میں موجود ہے،، پس عبارت یوں ہو گی ""الثابتات فی اعتقادنا ثابتۃ فی نفس الامر"" یعنی وہ چیزیں جو ہمارے اعتقاد میں ثابت ہیں وہ نفس الامر میں بھی ثابت ہیں۔۔۔۔۔

مثلا جیسا کہ کہا جاتا ہے ""واجب الوجود موجود"" بظاہر دیکھا جائے تو یہاں بھی موضوع اور محمول کا ایک ہونا لازم آ رہا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس عبارت کا اصل میں مطلب یہ ہے ""الموجود الذی نعتقدہ واجب الوجود موجود فی نفس الامر"" یعنی وہ موجود جس کے واجب الوجود ہونے کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں نفس الامر میں بھی موجود ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ""انا ابو النجم وشعری شعری"" اس مثال کو لانے کا کیا مقصد ہے؟؟؟

جواب::: شارح یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ ماتن کا"""حقائق الاشیاء ثابتۃ"""کہنا لغو نہیں بلکہ مفید ہے اور اس میں تاویل کی حاجت بھی کم ہے،،ان کا کلام ابو نجم کے کلام کی طرح نہیں ہے جس نے کہا"""ابو النجم و شعری شعری"""کیونکہ اس میں بہت لمبی چوڑی تاویل کی گئی ہے جس کی طرف ذہن اتنی جلدی نہیں جاتا،،وہ تاویل کچھ اس طرح ہے کہ"""شعری الآن کشعری فیما مضی"""میرا شعر موجودہ زمانے میں اس شعر کی طرح ہے جو زمانہ ماضی میں گزرا یعنی میرے جوانی اور بڑھاپے کے اشعار فصاحت و بلاغت میں ایک جیسے ہیں۔۔۔

سوال::: مذکورہ بالا اعتراض کا تحقیقی جواب لکھیں۔۔۔

جواب::: تحقیقی جواب یہ ہے کہ ایک چیز کے کئی اعتبارات ہوتے ہیں،،بعض اعتبارات کی وجہ سے ایک چیز کا دوسری چیز پہ حکم لگانا درست ہوتا ہے جبکہ بعض اعتبارات کی وجہ سے غلط ہوتا ہے۔۔۔

مثلا:::انسان جو کہ جسم بھی ہے اور حیوان بھی،،اگر اس کے جسم ہونے کا اعتبار کر کے اس پہ حیوانیت کا حکم لگا کر یوں کہا جائے"""ھذا الجسم حیوان"""تو یہ بات درست ہوگی لیکن اگر اس کے حیوان ہونے کا اعتبار کر کے اس پہ حیوان ہونے کا حکم لگایا جائے اور کہا جائے"""ھذا الحیوان حیوان"""تو یہ بات درست نہیں ہوگی،،بلکل اسی طرح اگر"""حقائق الاشیاء ثابتۃ"""کو ایک ہی معنی میں لیں تو یہ بات درست نہیں ہوگی لیکن جب حقائق الاشیاء کو اعتقادی طور پر لیا جائے جبکہ ثابتۃ کو خارجی وجود کے طور پر سمجھا جائے تو اس وقت یہ بات درست ہوگی۔۔۔۔۔

سوال::: """والعلم بھا متحقق"""اس عبارت سے ماتن کی کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: ماتن اپنی اس عبارت سے سوفسطائیہ کا رد کرنا چاہ رہے ہیں،،ان کا یہ نظریہ ہے کہ"""اشیاء کے ثبوت یا عدم ثبوت کا علم ثابت نہیں ہے"""اس باطل نظریے کا مصنف نے اپنی عبارت سے رد کیا ہے کہ اشیاء کا علم ثابت ہے محض وہمی چیز نہیں ہے۔۔۔۔۔

اعتراض::: """العلم بھا"""کی ضمیر"""الحقائق"""کی طرف جاتی ہے اور الحقائق پہ الف لام استغراق کا ہے،،جس سے یہ معنی پیدا ہو رہا ہے کہ تمام اشیاء کی حقیقتوں کا علم متحقق ہے حالانکہ ایک عام شخص کو تمام اشیاء کی حقیقتوں کے علم کا پتا نہیں۔۔۔۔

جواب::: اس اعتراض کا ایک جواب بعض متکلمین نے دیا ہے اور پھر شارح نے متکلمین کے جواب کا رد کرتے ہوئے اپنا جواب ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔

پہلے ہم متکلمین کے جواب کی طرف آتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے اصل عبارت یوں ہے """العلم بثبوتھا""" معنی یہ ہوگا کہ تمام اشیاء کے ثبوت کا علم متحقق ہے۔۔۔۔۔

شارح کا جواب::: شارح جواب دیتے ہیں کہ یہاں الف لام جنسی ہے،، عبارت یوں ہوگی """العلم بجنس الحقائق متحقق"""کہ جنس اشیاء کا علم واقع ہے۔۔۔۔

سوال::: سوفسطائیہ کے کتنے اور کون سے فرقے ہیں؟؟؟

جواب::: سوفسطائیہ کے تین فرقے ہیں:::

(1)عنادیہ

(2)عندیہ

(3)لاادریہ

سوال::: سوفسطائیہ کے تینوں فرقوں کے عقائد مختصراً لکھیں۔۔۔

جواب::: عنادیہ فرقہ اشیاء کی حقیقتوں کا انکار کرتا ہے اور ان کا یہ گمان ہے کہ یہ اشیاء محض وہم اور خیالات ہیں۔۔۔

عندیہ فرقہ اشیاء کے حقائق کے ثبوت کا انکار کرتا ہے،، ان کا کہنا ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں ہمارے اعتقاد کے تابع ہوتی ہیں اگر ہم کسی چیز کے جوہر ہونے کا اعتقاد کریں تو وہ جوہر ہو جاتی ہے اگر عرض ہونے کا اعتقاد کریں تو وہ عرض بن جاتی ہے۔۔۔۔۔

لاادریہ فرقہ اشیاء کے ثبوت اور عدم ثبوت کے علم کا انکار کرتا ہے،، وہ ہر چیز میں شک کرتے ہیں بلکہ ان کو شک میں بھی شک ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اشیاء کی حقیقتوں کے ثبوت پہ ہماری دلیلِ تحقیقی اور دلیل الزامی بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

دلیل تحقیقی

اشیاء کی حقیقتوں کے ثابت ہونے پہ ہماری دلیل یہ ہے کہ ہم بعض اشیاء کو مشاہدے کے ذریعے مانتے ہیں جیسا کہ زمین و آسمان وغیرہ اور بعض اشیاء دلیل کے ذریعے مانتے ہیں۔۔۔۔

الزامی دلیل

الزامی دلیل یہ ہے کہ ہم سوفسطائیہ سے پوچھیں گے کیا اشیاء کی حقیقتوں کی نفی ثابت ہے؟؟؟ اگر وہ جواب دیں گے کہ نفی ثابت نہیں تو اس سے اشیاء کی حقیقتیں خود بخود ہی ثابت ہو جائیں گے،، اگر وہ جواب دیں کہ اشیاء کی حقیقتوں کی نفی ثابت ہے تب بھی ہمارا مدعی ثابت ہو جائے گا کیونکہ نفی بھی ایک حقیقت ہے جبکہ وہ کسی بھی حقیقت کو نہیں مانتے،، الغرض یہ کہ دونوں صورتوں میں ہمارا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: لاادریہ فرقہ والے اپنے مؤقف پہ کیا دلیل دیتے ہیں اور ہم ان کا کس طرح رد کرتے ہیں؟؟؟

جواب:::

لاادریہ کی دلیل::: وہ کہتے ہیں کہ علم ضروری کئی طریقوں سے حاصل ہوتا ہے مثلاً حس، بداہت، تجربہ وغیرہ کے ذریعے،، سب سے قوی ذریعہ حس اور بداہت ہے۔۔۔۔

حس سے کثیر اوقات غلطی صادر ہو جاتی ہے جس طرح بھینگے شخص کو ایک چیز دو نظر آتی ہیں اور صفراء کے مریض کو میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے،، اسی طرح وہ علم جو بداہت کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے،، جب علم ضروری کا یہ حال ہے کہ اس میں کثیر دفعہ غلطی ہو جاتی ہے تو پھر علم نظری میں بدرجہ اولیٰ غلطیاں ہوتی ہوں گی اس لیے ہم ہر چیز کے بارے میں شک محسوس کرتے ہوئے """لاادری""" کہ دیتے ہیں۔۔۔۔

لاادریہ کارد::: حواس کا کسی جزئی سبب کی وجہ سے غلطی کرنا یقین کے منافی نہیں ہے،، اگر بھینگے شخص کو ایک چیز دو نظر آ رہی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں سب کے ساتھ ایسے ہے بلکہ جن کی نگاہ درست ہے ان کو ایک چیز ایک ہی دکھائی دیتی ہے تو کسی ایک کی حس کی غلطی کرنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا۔۔۔۔

باقی رہی بات کہ علم بدیہی میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی وجہ عادت یا انسیت کا نہ ہونا ہے اس کی وجہ سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بدیہی سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا بلکہ جو اختلاف پیدا ہوتا ہے وہ محض بعض اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: سوفسطائیہ سے کس طرح مناظرہ کیا جائے؟؟؟

جواب::: ان سے مناظرہ بہت مشکل ہے اور بالخصوص لاادریہ فرقہ سے مناظرہ بہت زیادہ مشکل ہے کیونکہ یہ کسی چیز کو مانتے ہی نہیں۔۔۔

اس کا ایک ہی حل ہے کہ ان کو آگ میں داخل کیا جائے،، جب ان کو گرمی محسوس ہو گی یا تو اس کی حقیقت کو مان جائیں گے یا پھر اپنے باطل موقف پہ ڈٹے رہیں گے اور جل جائیں گے۔۔۔۔

سوال::: لفظ""سوفسطا""کی تحقیق کریں۔۔۔

جواب::: یہ ایک یونانی لفظ ہے جو""سوفا اور اسطا سے مرکب ہے،، سوفا کا مطلب ہے""علم و حکمت""اور اسطا کا مطلب ہے ""مزین اور غلط""یعنی یہ وہ علم ہے جو مزین اور غلط ہے۔۔۔۔

سوال::: فیلاسوف کا کیا معنی ہے؟؟؟

جواب::: فیلاسوف کا معنی ہے""حکمت سے محبت کرنے والا""۔۔۔۔

سوال::: علم کی تعریف کریں۔۔۔

جواب::: علم ایسی صفت ہے جس کے ساتھ مذکورہ شے اس شخص کے لیے واضح اور روشن ہو جاتی ہے جس کے ساتھ یہ صفت قائم ہے۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے علم کی تعریف میں کہا کہ جس کے ساتھ مذکورہ شے واضح ہوتی ہے جبکہ کئی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو مذکور نہیں ہوتیں بلکہ محض سوچنے اور غور و فکر کرنے سے وہ ظاہر ہو جاتی ہیں تو پھر آپ کی تعریف کے مطابق یہ اشیاء علم میں داخل نہیں ہوں گی۔۔۔۔

جواب::: تعریف میں لفظ""مذکور"" شے کے معنی میں ہے اس سے مراد عام ہے چاہے وہ شے موجود ہو یا معدوم،، پس اس لحاظ سے علم کی تعریف حواس کے ادراک، عقل کے ادراک یعنی تصورات اور تصدیقات یقینیہ اور غیر یقینیہ سب کو شامل ہو جائے گی۔۔۔۔

سوال::: بعض اشاعرہ کے نزدیک علم کی کیا تعریف ہے؟؟؟

جواب::: بعض اشاعرہ کے نزدیک علم اس صفت کو کہتے ہیں جو ایسے امتیاز کا فائدہ دیتی ہے جو نقیض کا احتمال نہیں رکھتا۔۔۔

سوال::: مذکورہ بالا علم کی دونوں تعریفات میں فرق بیان کریں۔۔۔

جواب::: پہلی تعریف حواس کے ادراک، عقل کے ادراک یعنی تصورات اور تصدیقات یقینیہ و غیر یقینیہ سب کو شامل ہے۔۔۔

دوسری تعریف جو بعض اشاعرہ نے کی ہے وہ حواس کے ادراک کو شامل ہے کیونکہ یہ تعریف معانی کی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے،، یہ تعریف ان لوگوں کے نظریے کے مطابق تصورات کو بھی شامل ہے جو کہتے ہیں کہ ان کی کوئی نقیض نہیں،، یہ تصدیقات یقینیہ کو بھی شامل ہے البتہ تصدیقات غیر یقینیہ ((یعنی ظن، جہلِ مرکب وغیرہ)) کو شامل نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں نقیض کا احتمال رکھتی ہیں۔۔۔۔

اعتراض::: علم کی دوسری تعریف کے مطابق تصدیقات غیر یقینیہ علم میں شامل نہیں ہیں جبکہ پہلی تعریف کے مطابق یہ علم میں شامل ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ پہلی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے۔۔۔۔

جواب::: تصدیقات غیر یقینیہ پہلی تعریف میں بھی شامل نہیں ہیں کیونکہ تجلی سے مراد وہ انکشاف تام ہے جو ظن کو شامل نہیں،، پس اس لحاظ سے تصدیقات غیر یقینیہ اس تعریف سے خارج ہو جائیں گی۔۔۔۔۔

تصدیقات غیر یقینیہ ((یعنی ظن وغیرہ)) علم نہیں ہیں کیونکہ اشاعرہ کے نزدیک علم وہ ہے جو ظن کے مقابلے میں آئے پس اس وجہ سے یہ چیزیں علم کی فہرست سے خارج ہو جائیں گی۔۔۔۔۔

سوال::: ""للخلق"" کس معنی میں ہے؟؟؟ نیز اس سے کون سی مخلوقات مراد ہیں؟؟؟

جواب::: للخلق مبنی للمفعول ہے اور مخلوق کے معنی میں ہے،، یہاں مخلوق سے مراد ذوی العقول مخلوقات ہیں اور وہ تین ہیں:::

(1)فرشتے

(2)انسان

(3)جن

سوال::: کیا اللہ پاک کا علم اسباب کا محتاج ہے؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہے وہ اسباب کا محتاج نہیں۔۔۔۔

سوال::: علم کے اسباب کتنے اور کون سے ہیں؟؟؟

جواب::: علم کے تین اسباب ہیں:::

(1)حواس سلیمہ

(2)خبر صادق

(3)عقل

سوال::: اسبابِ علم کی وجہ حصر بیان کریں۔۔۔

جواب::: علم کا سبب دو حال سے خالی نہیں ہوگا،، یا تو امر خارج ہوگا یا خارج نہیں ہوگا،، اگر خارج ہوگا تو وہ خبر صادق ہے اور اگر خارج نہیں تو پھر دو صورتیں بنیں گی یا تو وہ ادراک کا آلہ ہوگا یا مدرک ہوگا،، اگر ادراک کا آلہ ہوگا تو وہ حواس ہیں اور اگر مدرک ہوگا تو وہ عقل ہے۔۔۔۔

اعتراض:: آپ نے سبب کا حصر تین میں کر دیا، سبب تین معنی میں استعمال ہوتا ہے آپ کی مراد کون سا معنی ہے؟؟؟ معانی کی تفصیل یہ ہے:::

(1) اگر سبب سے مراد سبب حقیقی ہے تو وہ صرف اللہ پاک ہے۔۔۔۔۔

(2) اگر سبب سے مراد اسباب ظاہری ہیں تو وہ صرف عقل ہے،، حواس اور اخبار محض ادراک کے طرق ہیں۔۔۔۔۔

(3) اگر سبب سے مراد """مفضی الی الجملۃ""" ہے تو وہ تین سے زائد ہیں مثلا::: خبر صادق، عقل، حواس، وجدان، حدس اور تجربہ وغیرہ۔۔۔۔۔

پس تمہارے نزدیک سبب کے تینوں معانی میں سے کون سا معنی مراد ہے؟؟؟ کیونکہ کسی بھی معنی کے اعتبار سے تین میں حصر نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔

جواب::: ہم جن اسباب کو مراد لیتے ہیں ان سے مراد نہ اسباب حقیقی ہیں اور نہ اسباب ظاہری،، بلکہ ہم تیسرا معنی مراد لیتے ہیں اور وہ ہے """سبب مفضی الی الجملۃ""" اب رہ گیا یہ اعتراض کہ """سبب مفضی الی الجملۃ""" میں تین سے زائد اسباب پائے جا رہے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے مشائخ مقاصد کو سامنے رکھتے ہیں دقیق ابحاث میں نہیں پڑتے،، مشائخ نے اسباب کو تین میں اس طرح محصور کیا:::

جب انہوں نے دیکھا کہ حواس ظاہرہ کو استعمال کرنے کے بعد بعض ادراک کا علم حاصل ہوتا ہے تو اسے ایک سبب بنا دیا۔۔۔۔

پھر انہوں نے دیکھا کہ دینی معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ خبر صادق سے حاصل ہوتا ہے تو اس کو ایک الگ سبب بنا دیا۔۔۔۔۔

پھر ان کو پتا چلا کہ عقل بھی علم کا سبب بن سکتی ہے کیونکہ ہمارے نظریات، تجربات وغیرہ کا تعلق اسی سے ہے تو اس کو علیحدہ طور پر ایک سبب بنا دیا۔۔۔۔ وجدان، حدس اور تجربہ کو علم کا سبب نہیں بنایا کیونکہ ان کا تعلق عقل سے ہے،، حواس ظاہرہ کو ذکر کیا جبکہ حواس باطنہ کو ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کے ساتھ مشائخ کو کوئی غرض نہیں۔۔۔۔۔

سوال:: وجدان، بدیہی، حدس، تجربہ اور نظر و فکر کی مثال بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: وجدان کی مثال بھوک اور پیاس ہے۔۔۔۔

علم بدیہی کی مثال ہے""کل اپنے جزء سے بڑا ہوتا ہے""۔۔۔۔

حدس کی مثال ہے""چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے""۔۔۔۔۔

تجربہ کی مثال ہے""سقمونیا مسہل ہے""۔۔۔۔

علم نظری کی مثال ہے""عالم حادث ہے""۔۔۔۔۔

سوال::: حواس کس کی جمع ہے؟؟؟

جواب::: حواس""حاسۃ""کی جمع ہے اور یہ محسوس کرنے والی قوت کے معنی میں ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حواس کی تعداد کتنی ہے؟؟؟

جواب::: وہ حواس جن کے وجود کا عقل بدیہی طور پر فیصلہ کرتی ہے پانچ ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: کیا حواس باطنہ پائے جاتے ہیں؟؟؟

جواب::: حواس باطنہ فلاسفہ کے نزدیک پائے جاتے ہیں لیکن اسلامی اصولوں کے مطابق ان کے پائے جانے کے دلائل مکمل نہیں ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: سماعت کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اس سے آوازوں کا ادراک کیسے کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: سماعت اس قوت کو کہتے ہیں جو کان کے سوراخ میں بچھائے گئے پٹھے میں رکھی گئی ہے۔۔۔۔

جب کوئی انسان بات کرتا ہے تو ہوا میں ایک لہر پیدا ہوتی ہے اور جب یہ لہر اس پٹھے کے ساتھ ٹکراتی ہے تو اللہ پاک کی طرف سے آواز کے ادراک کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: قوت بصارت کی تعریف اور اس کا فعل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ وہ قوت ہے جو ایسے دو جوف دار پٹھوں میں رکھی گئی ہے جو آپس میں ملے ہوئے ہیں اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو کر دونوں آنکھوں تک پہنچتے ہیں۔۔۔۔

جب بندہ اس قوت کو استعمال کرتا ہے تو اللہ پاک نفس میں مختلف رنگوں، شکلوں، روشنیوں کا ادراک پیدا کر دیتا ہے اور بندہ ان چیزوں کو دیکھتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: قوت شامہ کی تعریف کریں نیز اس کے ذریعے کس چیز کا ادراک کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: قوت شامہ اس قوت کا نام ہے جو دماغ کے اگلے حصے میں موجود گوشت کے دو ٹکڑوں میں رکھی گئی ہے،، وہ دونوں ٹکڑے عورت کے پستان کے سروں ((یعنی نپلز)) کے مشابہ ہیں۔۔۔۔۔

اس کے ذریعے بو کا ادراک کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: قوتِ ذوق کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں ذائقہ کس طرح محسوس ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: یہ وہ قوت ہے جو زبان کی تہہ پر بچھائے ہوئے پٹھے میں رکھی گئی ہے،، اس کے ذائقے کو محسوس کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی مطعوم یعنی کھائی جانے والی چیز منہ میں رکھی جاتی ہے تو وہ مطعوم لعاب سے ملتی ہے اور مطعوم سے ملا ہوا لعاب اس پٹھے پر جاتا ہے تو ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: لمس کسے کہتے ہیں نیز اس کے ذریعے کن اشیاء کا ادراک کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: لمس وہ قوت ہے جو پورے بدن میں بچھائی گئی ہے،، اس کے ذریعے گرمی سردی، خشکی تری وغیرہ کا ادراک کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: وہ چیز جس کا ادراک کسی ایک حس کے ذریعے کیا جاتا ہے کیا کسی دوسری حس کے ذریعے اس کا ادراک ممکن ہے؟؟؟

جواب::: عام طور پر تو ایسا ہی ہوتا کہ ایک چیز جو کسی حس کے ساتھ خاص ہوتی ہے اس کا ادراک کسی دوسری حس کے ذریعے نہیں ہوتا لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ حواس خود مختار نہیں ہیں بلکہ ان میں یہ تاثیر اللہ پاک نے پیدا کی ہے اگر اللہ پاک چاہے تو ایک حس کا کام دوسری حس کے ذریعے لے سکتا ہے جیسا کہ قیامت والے دن منہ کی بجائے دیگر اعضاء بولیں گے۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا کہ عام طور پر ایک چیز جو کسی ایک حس کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے اس کا ادراک دوسری حس کے ذریعے نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کھانا جو میٹھا اور گرم ہے زبان ان دونوں چیزوں کا ادراک کر لیتی ہے حالانکہ اسے صرف ذائقے کا ادراک کرنا چاہیے نہ کہ حرارت کا۔۔۔۔

جواب::: یہ اعتراض لغو ہے کیونکہ قوت ذائقہ کے ذریعے گرم چیز کا ادراک نہیں ہوتا بلکہ جس طرح زبان میں قوت ذائقہ موجود ہے بلکل اسی طرح اس میں قوت لامسہ بھی موجود ہے پس قوت ذائقہ کے ذریعے میٹھے کا پتا چل جاتا ہے اور قوت لامسہ کے ذریعے کھانے کے گرم ہونے کا ادراک ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خبر صادق کی تعریف کریں۔۔۔

جواب::: جو خبر واقع کے مطابق ہو اسے خبر صادق کہا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: خبر کا سچا یا جھوٹا ہونا خبر کے اوصاف میں سے ہے یا یہ مخبر کے اوصاف میں شامل ہے ؟؟؟

جواب::: خبر صادق اور کاذب کی دو طرح سے تعریف کی گئی ہے،، پہلی تعریف سے ثابت ہوتا ہے کہ صدق و کذب خبر کے اوصاف ہیں جبکہ دوسری تعریف کے مطابق یہ مخبر کے اوصاف ہیں۔۔۔

آیئے دونوں تعریفات ملاحظہ کریں:::

پہلی تعریف::: اگر خبر اپنی نسبت خارجیہ کے مطابق ہو گی تو خبر صادق ہو گی اور اگر نسبت خارجیہ کے مطابق نہ ہو تو اسے خبر کاذب کہا جائے گا،، اس تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ """صدق و کذب""" خبر کے اوصاف ہیں۔۔۔۔

دوسری تعریف::: اگر خبر واقع کے مطابق ہوئی تو اسے خبر صادق کہا جائے گا اور اگر واقع کے مطابق نہ ہوئی تو اسے خبر کاذب کہا جائے گا۔۔۔۔

اس تعریف سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ """صدق و کذب""" مخبر کے اوصاف میں سے ہے۔۔۔۔

سوال::: بعض کتب میں خبر صادق کو """الخبر الصادق"""یعنی موصوف صفت بنا کر لکھا جاتا ہے جبکہ بعض کتب میں """خبر الصادق"""یعنی مضاف اور مضاف الیہ بنا کر لکھا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟؟؟

جواب::: جن کتب میں موصوف صفت بنا کر لکھا جاتا ہے وہ پہلی تعریف کے اعتبار سے ہے((یعنی صدق کو خبر کا وصف بنا کر لکھا جاتا ہے))اور جن کتب میں مرکب اضافی بنا کر لکھا جاتا وہ دوسری تعریف کے اعتبار سے ہے((یعنی صدق کو مخبر کا وصف بنادیا جاتا ہے))۔۔۔۔۔۔

سوال::: خبر صادق کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: اس کی دو اقسام ہیں:::

(1)خبر متواتر

(2)خبر رسول

سوال::: خبر متواتر کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: متواتر تواتر سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے پے درپے واقع ہونا،، پس یہ خبر بھی ایک دفعہ واقع نہیں ہوتی بلکہ پے درپے واقع ہوتی رہتی ہے اس لیے اسے خبر متواتر کہا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: خبر متواتر کی تعریف بیان کریں۔۔۔

جواب::: وہ خبر جسے اتنے زیادہ لوگوں نے روایت کیا ہو جن کا عقلاً جھوٹ پہ جمع ہونا محال ہو۔۔۔

سوال::: خبر متواتر کا مصداق کیا ہے؟؟؟

جواب::: بغیر شک وشبہ کے علم کا واقع ہونا اس کا مصداق ہے۔۔۔۔

سوال::: خبر متواتر سے کون سا علم حاصل ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اس سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے جیسا کہ زمانہ ماضی میں گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم اور دور دراز کے شہروں کا علم۔۔۔

سوال::: """البلدان النائیۃ""" میں ترکیبی احتمالات بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس میں دو ترکیبی احتمال ہیں:::

(1)اس کا عطف """الملوک""" پہ کیا جائے گا اور یہ زیادہ بہتر بھی ہے اگرچہ لفظوں کے اعتبار سے دور ہے،،اس صورت میں معنی یہ ہوگا"""زمانہ ماضی میں گزرے بادشاہوں کا علم اور دور دراز کے شہروں کا علم"""۔۔۔۔۔

(2)دوسری صورت میں اس کا عطف """الازمنۃ""" پہ ہوگا اور اس صورت میں معنی یہ ہوگا"""زمانہ ماضی اور دور دراز شہروں کے گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: خبر متواتر پہ کیے گئے کلام سے ہمیں کتنے اور کون سے امور کا علم حاصل ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اس سے دو امور کا علم حاصل ہوتا ہے:::

(1)متواتر سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ شہر جنہیں ہم نے نہ دیکھا ہو مثلا مکہ مدینہ وغیرہ ہمیں ان کے ہونے کا یقین ہے اور یہ یقین ہمیں محض اخبار متواترہ سے حاصل ہوا ہے۔۔۔۔۔

(2)خبر متواتر سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے اسی لیے متواتر سے مستدل اور غیر مستدل دونوں کو علم حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ بچہ جو استدلال کی طاقت نہیں رکھتا اس کو بھی متواتر کی چیزوں سے علم حاصل ہوتا ہے،،اگر خبر متواتر سے علمی استدلالی حاصل ہوتا تو یہ محض استدلال کرنے والوں کے ساتھ خاص ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔۔

سوال::: آپ نے کہا کہ خبر متواتر سے علم ضروری و یقینی حاصل ہوتا ہے،،عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شہید ہونے کی خبر دینا خبر متواتر ہے اور اسی طرح یہود کا یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا"""جب تک زمین و آسمان قائم ہیں تم ہفتے کے دن کی تعظیم کرنا""" یہ بھی خبر متواتر ہے تو کیا ان سے بھی علم یقینی اور علم ضروری حاصل ہوگا؟؟؟

جواب::: آپ کا یہ کہنا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی یہ خبریں تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں یہ درست نہیں۔۔۔۔

تواتر کی ایک شرط یہ تھی کہ ہر زمانے میں اسے اتنے لوگ روایت کریں جن کا جھوٹ پہ جمع ہونا محال ہے،،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی خبر بعد میں حد تواتر تک پہنچی ابتداء میں یہ حد تواتر کو نہیں پہنچی تھی لہذا اسے تواتر نہیں کہا جا سکتا۔۔۔۔۔

حد تواتر کی ایک شرط یہ تھی کہ راویوں کی یہ کثرت شروع سے لے کر آخر تک رہے،، اگرچہ یہودیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان بیان کرنا ابتداء اور انتہاء میں حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے لیکن درمیان میں یہ تواتر جاتا رہا تھا جب بخت نصر نے یہودیوں پہ حملہ کر کے کثیر تعداد میں ان کو قتل کیا تھا کیونکہ اس وقت یہ بہت کم تعداد میں باقی بچے تھے لہذا ہم اس کو تواتر تسلیم نہیں کرتے۔۔۔۔۔

اعتراض::: خبر متواتر خبر آحاد کا مجموعہ ہے،، خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے تو متواتر جو ان کے ملنے سے بنی ہے وہ بھی ظن کا فائدہ دے گی،، جس طرح ایک شخص کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اس طرح جماعت کا بھی جھوٹ بولنا ممکن ہے،، لہذا آپ کا یہ کہنا کہ خبر متواتر سے علم یقینی اور ضروری حاصل ہوتا ہے درست نہیں۔۔۔۔۔

جواب::: جماعت کا حکم فرد سے الگ ہوتا ہے،، جس طرح ایک دھاگہ جو کہ معمولی کھچاؤ سے ٹوٹ جاتا ہے لیکن جب ان دھاگوں کو ملا کر رسی بنادی جائے گی تب اسے توڑنا مشکل ہو گا،، یہی حال خبر متواتر کا ہے کہ اگرچہ یہ اخبار آحاد کا مجموعہ ہے لیکن تواتر تک پہنچنے کی وجہ سے اس میں قوت پیدا ہو گئی۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا خبر متواتر سے علم یقینی و ضروری حاصل ہوتا ہے یہ بات درست نہیں کیونکہ ضروری میں تفاوت نہیں پایا جاتا جبکہ متواتر سے حاصل ہونے والے علم میں تفاوت موجود ہے مثلا دو کا نصف ایک ہے یہ علم ضروری ہے اور سکندر بادشاہ کے بارے میں بھی علم ضروری حاصل ہے لیکن تفاوت یہ ہے """دو کا نصف ایک ہے""" والا علم سکندر کے بارے میں علم سے قوی ہے۔۔۔۔۔

جواب::: ضروریات میں تفاوت ہو سکتا ہے اور تفاوت کی وجہ سے کسی چیز کا باطل ہونا ضروری نہیں،، تفاوت کے کئی اسباب ہیں :::

(1) ایک چیز کے ساتھ ہم زیادہ مانوس ہیں جبکہ دوسری کے ساتھ اتنے مانوس نہیں تو جس کے ساتھ زیادہ انسیت ہو گی وہ دوسرے سے قوی ہو گی ((اسی وجہ سے """دو کا نصف ایک ہے""" والا علم سکندر کے پائے جانے سے قوی ہے))۔۔۔۔۔

(2) بعض اوقات ایک چیز دوسری کے مقابلے میں ہماری عادت میں زیادہ استعمال ہوتی ہے تو وہ چیز جو عادتاً زیادہ استعمال ہوتی ہے وہ دوسری سے قوی ہو گی۔۔۔۔۔

(3)ایک چیز دوسری کے مقابلے میں اکثر طور پر ہمارے دل میں مستحضر رہتی ہے تو جو چیز زیادہ مستحضر رہتی ہے وہ دوسری کے مقابلے میں قوی ہو گی۔۔۔۔۔

(4)بعض اوقات بغض و عناد کی وجہ سے ضروریات میں تفاوت ہو سکتا ہے جیسا کہ سوفسطائیہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: خبر رسول کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: خبرِ رسول سے مراد اس رسول کی خبر ہے جس کی رسالت معجزے سے ثابت ہو۔۔۔۔۔

سوال::: رسول کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: رسول اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ پاک احکامات کی تبلیغ کے لیے مخلوق کی طرف بھیجتا ہے،،رسول نئی کتاب لے کر آتا ہے جبکہ نبی کے پاس کتاب نہیں ہوتی پس اس معنی کے اعتبار سے نبی"""رسول"""سے عام ہے۔۔۔۔۔

سوال::: معجزے کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: معجزہ اس خلاف عادت کام کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اس بندے کی صداقت ثابت کرنے کا قصد کیا جائے جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خبر رسول کا حکم بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: خبر رسول علم استدلالی کا فائدہ دیتی ہے علم استدلالی اس علم کو کہتے ہیں جو استدلال سے حاصل ہو۔۔۔۔۔

سوال::: شارح نے دلیل کی کتنی اور کون سی تعریفات بیان کی ہیں؟؟؟

جواب::: شارع نے دلیل کی تین تعریفات بیان کی ہیں:::

(1)دلیل اس چیز کو کہتے ہیں جس میں درست نظر و فکر کے ذریعے مطلوب خبری کے علم تک پہنچنا ممکن ہو،، مثلا:::عالم کا صانع کے وجود پہ دلیل بننا۔۔۔۔

(2)دلیل اس قول کو کہتے ہیں جو چند قضیوں سے مرکب ہو اور بذات خود دوسرے قول کو لازم ہو۔۔۔۔

مثلا یہ کہنا کہ ""عالم حادث ہے ""اس سے لازم آتا ہے کہ ضرور عالم کو کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔۔۔۔

(3)دلیل اسے کہتے ہیں جس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔۔۔۔۔

مثلا ""دھواں دیکھ کر آگ کا علم حاصل ہونا""۔۔۔۔۔

یہ تیسری تعریف دوسری تعریف کے موافق ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اس بات پہ کیا دلیل ہے کہ خبر رسول علم یقینی اور استدلالی کا فائدہ دیتی ہے؟؟؟

جواب::: جب معجزات کے ذریعے ایک شخص کا سچا ہونا ثابت ہو گیا تو لازمی طور پر وہ شخص جس چیز کی خبر دے گا وہ بھی یقینی ہو گی پس اس سے ثابت ہوا کہ خبر رسول سے علم یقینی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خبر رسول کس اعتبار سے علم ضروری کے مشابہ ہے؟؟؟

جواب::: جس طرح علم ضروری سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور اس میں کسی نقیض کا احتمال نہیں ہوتا بلکل اسی طرح خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم بھی یقینی ہوتا ہے اور نقیض کا احتمال نہیں رکھتا۔۔۔۔

پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم یقینی ہوتا ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا کہ خبر رسول سے پختہ علم جازم ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ وصف تو خبر متواتر میں پایا جاتا ہے تو آپ کے بقول خبر رسول خبر متواتر میں شامل ہو جائے گی حالانکہ متواتر اور خبر رسول دونوں خبر صادق کی اقسام ہیں۔۔

جواب::: ہم یہاں اس خبر کی بات کر رہے ہیں جس کے بارے میں پتا ہو کہ یہ خبرِ رسول ہے بایں طور پر کہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا گیا ہو یا اس کا خبرِ رسول ہونا تواتر سے منقول ہو۔۔۔۔۔

سوال::: خبر واحد بھی تو خبرِ رسول ہے لیکن پھر اس کے بارے میں یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ یہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے؟؟؟

جواب::: چونکہ اس کے خبرِ رسول ہونے کے بارے میں شک ہوتا ہے اس لیے یہ علم یقینی کا فائدہ نہیں دیتی۔۔۔۔۔

اعتراض::: اگر خبر رسول کے بارے میں تواتر سے ثابت ہو کہ یہ خبر رسول ہے تو وہ متواتر میں داخل ہو جائے گی اور جب خبر رسول کو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا گیا ہو تو وہ حسیات کے تحت داخل ہو گی،، متواتر اور حسیات دونوں سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے جبکہ آپ کا کہنا ہے کہ خبر رسول علم نظری کا فائدہ دیتی ہے۔۔۔۔

جواب::: یہاں پہ دو چیزیں پائی جا رہی ہیں:::

(1) خبر کے الفاظ

(2) خبر کا مضمون اور معانی وغیرہ

اگر کوئی خبرِ رسول تواتر سے ثابت ہو یا براہ راست رسول اللہ سے سنی گئی ہو تو اس سے اس خبر کے الفاظ کے بارے میں علم ضروری حاصل ہوتا ہے کہ یہ الفاظ اللہ کے نبی علیہ السلام کے ہیں جبکہ معانی کا علم استدلالی ہوتا ہے۔۔۔

مثلا ایک حدیث ہے """البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر"""

یہ حدیث تواتر سے ثابت ہے تو اس کے الفاظ کے بارے میں ہمیں علم ضروری حاصل ہوا لیکن اس سے نکلنے والا معنی علمِ استدلالی ہے اور وہ یہ ہے کہ دعوی کرنے والے پر گواہ لانا لازم ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خبر صادق کا خبر متواتر اور خبر رسول میں انحصار کرنا درست نہیں بلکہ اللہ پاک کی خبر، فرشتوں کی خبر، اہل اجماع کی خبر اور وہ خبر واحد جس میں کوئی ایسا قرینہ پایا جائے جو کذب کے احتمال کو دور کر دے یہ سب خبریں بھی علم کا فائدہ دیتی ہیں،، ان کو خبر صادق میں شامل کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: ہماری خبر صادق سے مراد وہ خبر ہے جو بغیر قرینہ کے عام لوگوں کے لیے علم کا فائدہ دے۔۔۔

پس وہ خبر واحد جو قرینے کے ساتھ ملی ہوئی ہے وہ اس سے خارج ہو جائے گی کیونکہ ہماری مراد بغیر قرینے والی خبر ہے۔۔۔

اللہ پاک اور فرشتوں کی خبر اگرچہ مفید للعلم ہے لیکن درمیان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ موجود ہے پس اللہ اور فرشتوں کی خبر """خبرِ رسول""" میں داخل ہو گئی،، باقی رہی اہل اجماع کی خبر تو اس کا حکم خبر متواتر کی طرح ہے۔۔۔۔

اہل اجماع کی خبر کا ایک یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ یہ خبر ""خبرِ صادق"" سے خارج ہو گی کیونکہ ہماری مراد وہ خبر ہے جو بغیر دلیل کے علم کا فائدہ دے جبکہ اجماع ان دلائل کی وجہ سے علم کا فائدہ دیتا ہے جو اس کے حجت ہونے پہ دلالت کرتے ہیں۔۔۔۔۔

لیکن شارح نے اس جواب کا رد کیا ہے کہ اگر خبر صادق سے مراد وہ خبر لی جائے تو بغیر قرینے اور دلیل کے علم کا فائدہ دے تو اس سے خبرِ رسول بھی خارج ہو جائے گی کیونکہ وہ بھی دلیل کی وجہ سے علم کا فائدہ دیتی ہے اسی وجہ سے تو اسے استدلالی قرار دیا ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ اجماع کو متواتر میں داخل کر دیا جائے۔۔۔۔

سوال::: علم کا تیسرا سبب کون سا ہے؟؟؟

جواب::: علم کا تیسرا سبب عقل ہے۔۔۔۔

سوال::: عقل کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: عقل کی تین تعریفات بیان کی گئی ہیں:::

(1) عقل وہ قوت نفس ہے جس کی وجہ سے بندہ علوم حاصل کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(2) عقل ایک فطری چیز ہے،، حواس کی سلامتی کے ساتھ عقل کے ذریعے علم ضروری کو حاصل کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(3) عقل ایک جوہر ہے جس کے ساتھ دلائل کے ذریعے غائب چیزوں کو جانا جاتا ہے اور مشاہدے کے ذریعے محسوسات کو جانا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے پیچھے علم کے دو اسباب ذکر کیے لیکن ان کے ساتھ صراحتاً نہیں کہا کہ یہ علم کے اسباب ہیں لیکن عقل کے ساتھ صراحتاً لفظ ""سبب"" ذکر کیوں کیا؟؟؟

جواب::: عقل کو صراحتاً علم کا سبب قرار دیا کیونکہ فرقہ سمنیہ اور ملاحدہ کے نزدیک عقل تمام نظریات میں اور فلاسفہ کے نزدیک بعض الٰہیات میں علم کا فائدہ نہیں دیتی،، آسان لفظوں میں یوں کہ لیں کہ فرقہ سمنیہ، ملاحدہ اور فلاسفہ عقل کو علم کا سبب نہیں مانتے لہذا مصنف نے ان کا رد کرنے کے لیے صراحتاً یہ ارشاد فرمایا کہ عقل علم کا سبب ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: فرقہ سمنیہ، ملاحدہ اور فلاسفہ عقل کو علم کا سبب کیوں نہیں مانتے نیز ان کے اعتراض کا جواب لکھیں۔۔۔۔

جواب::: یہ گروہ کہتے ہیں کہ عقل کی وجہ سے کثرت اختلاف پیدا ہوتا ہے اور ایک شخص کی رائے دوسرے سے مختلف ہوتی ہے لہذا یہ علم کا سبب نہیں بن سکتی۔۔۔۔۔

ہم اس اعتراض کا تحقیقی جواب یہ دیتے ہیں کہ آراء کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا""فسادِ نظر""کی وجہ سے ہے پس اگر نظر صحیح کو استعمال کیا جائے یعنی درست طور پر غور و خوض کیا جائے تو یہ اختلاف پیدا نہیں ہو گا بلکہ اس سے علم حاصل ہو گا۔۔۔۔۔۔

اس اعتراض کا الزامی جواب ہم ان کو یہ دیتے ہیں کہ تمہارا دعویٰ ہے عقل کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوتا ہے یہ دعویٰ بھی عقل سے ثابت کیا گیا ہے،،ایک طرف تم کہتے ہو کہ عقل علم کا فائدہ نہیں دیتی جبکہ دوسری طرف تم عقل استعمال کر کے یہ دعویٰ کر رہے ہو کہ عقل کے ذریعے اختلاف پیدا ہوتا ہے پس تم نے عقل کے ذریعے دعویٰ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ عقل سے علم کے فوائد کا حصول ممکن ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: مندرجہ بالا سوال میں مذکور ہمارے الزامی جواب کا وہ تینوں گروہ کیا جواب دیتے ہیں؟؟؟اور پھر ہم اس جواب کا کیا رد کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: وہ گروہ ہمیں کہتے ہیں کہ تمہارا یہ کہنا کہ ""عقل علم کا فائدہ دیتی ہے""فاسد ہے پس ہم نے تمہارے فاسد قول کو اپنے فاسد قول((کہ عقل علم کا فائدہ نہیں دیتی کیونکہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے))سے رد کر دیا پس مناظرے کا اصول ہے کہ فاسد قول کے ذریعے کسی فاسد قول کا رد کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔

ہم نے ان کے اس جواب کا رد یوں کیا کہ تمہارا یہ قول""عقل اختلاف کی وجہ سے علم کا فائدہ نہیں دیتی""دو حال سے خالی نہیں،،یا تو یہ مفید ہے یا غیر مفید اگر یہ مفید ہے تو فاسد نہیں ہو سکتا کیونکہ فاسد کسی بھی چیز کا فائدہ نہیں دیتا اور اگر غیر مفید ہے تو اس کے ذریعے معارضہ نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔۔

پس ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ عقل علم کا فائدہ دیتی ہے۔۔۔

اعتراض::: ((یہ اعتراض ملاحدہ،سمنیہ وغیرہ کی طرف سے ہمارے اوپر ہو رہا ہے چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ))تمہارا دعویٰ ہے""نظرِ عقل علم کا فائدہ دیتی ہے""،،یہ علم یا تو ضروری ہو گا یا نظری ہو گا،،اگر ضروری ہو گا تو اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اس

بات میں کوئی اختلاف نہیں دو کا نصف ایک ہوتا ہے((لیکن پھر بھی اختلاف پایا جاتا ہے تو ثابت ہوا عقل علم کا سبب نہیں))اور اگر یہ علم نظری ہو تو ایک نظری چیز سے نظری چیز کا اثبات لازم آئے گا پس اثبات الشیٔ فی نفسہ لازم آرہا ہے۔۔۔۔۔

جواب::: اعتراض کا پہلا حصہ یہ تھا کہ علم ضروری میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے تو اس بات کو ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ علم ضروری میں بغض وعناد یا ادراک کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور ادراک کے صحیح نہ ہونے کی وجہ لوگوں کی عقلوں میں تفاوت کا پایا جانا ہے ہر بندہ اپنے اپنے نظریے سے سوچتا ہے۔۔۔۔۔

اعتراض کا دوسرا حصہ تھا کہ اگر علم نظری ہو تو جس چیز سے وہ ثابت کیا جائے گا وہ بھی نظری ہو گی یوں نظری کا نظری سے ثابت ہونا لازم آئے گا،،اس کا جواب یہ دیا کہ جس چیز سے علم نظری ثابت کیا جاتا ہے اسے نظری سے تعبیر نہیں کیا جاتا بلکہ اسے بدیہی سے تعبیر کیا جاتا مثلا:::

ہم نے کہا""عالم حادث ہے""،،یہ نتیجہ دو چیزوں کو ملانے سے حاصل ہوا(1)عالم متغیر ہے(2)ہر متغیر چیز حادث ہے

پس ان دونوں شقوں کو ملا کر نتیجہ نکلا کہ ""عالم حادث ہے""،،اس مثال میں جن دو شقوں سے ایک نظری چیز ثابت کی گئی وہ دونوں شقیں نظری نہیں ہیں بلکہ بدیہی ہیں لہذا نظری سے نظری کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا۔۔۔۔۔

سوال::: علم ضروری اور اکتسابی میں مع مثال فرق بیان کریں۔۔۔

جواب::: وہ علم جو عقل سے بدیہی طور پر((یعنی بغیر غور وفکر کیے))ثابت ہو جائے اسے علم ضروری کہتے ہیں۔۔۔

مثلا:::کسی چیز کل اپنے جزء سے بڑا ہوتا ہے جیسا کہ انسان اپنے ہاتھ سے بڑا ہوتا ہے۔۔۔

انسان کے ہاتھ کو انسان سے چھوٹا ثابت کرنے کے لیے غور وفکر کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ یہ ایک بدیہی چیز ہے اس میں غور وفکر وہی کرے گا جس کو کل اور جزء کا مفہوم معلوم نہیں ہو گا۔۔۔۔

وہ علم جو عقل سے استدلال کر کے ثابت ہو((چاہے یہ استدلال علت سے معلول پر ہو جیسے آگ دیکھ کر دھوئیں پہ استدلال کرنا یا یہ استدلال معلول سے علت پہ ہو مثلا دھواں دیکھ کر جاننا کہ یہاں آگ ضرور ہو گی))اسے علم اکتسابی کہتے ہیں((یعنی یہ علم اسباب کو استعمال کر کے کسب کے ذریعے حاصل ہوا ہے))۔۔۔۔

سوال::: کیا علم اکتسابی اور استدلالی میں کوئی فرق ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں،، علم اکتسابی علم استدلالی سے عام ہے یعنی دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے ہر استدلالی اکتسابی ہو سکتا ہے لیکن ہر اکتسابی استدلالی نہیں ہو گا کیونکہ استدلالی صرف دلیل میں نظر و فکر سے حاصل ہوتا ہے جبکہ استدلالی دلیل میں نظر و فکر کے ساتھ ساتھ حواس کے ذریعے بھی حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال::: اگر علم ضروری ""علم اکتسابی"" کے مقابلے میں آئے تو اس کی کیا تعریف کی جائے گی؟؟؟ نیز اگر یہ ""علم استدلالی"" کے مقابلے میں آئے تو اس کو کس طرح بیان کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: اگر یہ اکتسابی کے مقابلے میں آئے تو اس کی تعریف یوں ہو گی کہ وہ علم جو مخلوق کو اس کے اختیار کے بغیر حاصل ہوتا ہے اور اگر یہ استدلالی کے مقابلے میں آئے تو اس کی تعریف یوں ہو گی کہ وہ علم جو دلیل میں نظر و فکر کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف کا علم ضروری کو اکتسابی اور استدلالی کے مقابلے میں لا کر علیحدہ علیحدہ اس کی تعریف کرنے کا کیا مقصد تھا؟؟؟

جواب::: مصنف کا مقصد علماء کے کلام کی وجہ سے پیدا ہونے والے تعارض کو دور کرنا ہے کہ کچھ علماء نے حواس سے حاصل ہونے والے علم کو ضروری قرار دیا جبکہ کچھ نے اکتسابی قرار دیا ((حالانکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں))

اس کا جواب یوں دیا کہ جن علماء نے حواس سے حاصل ہونے والے علم کو اکتسابی قرار دیا تو وہ پہلی تفسیر کے اعتبار سے ہے کہ بغیر اختیار کے حاصل ہونے والا علم ""ضروری"" ہے اور اختیار کے ساتھ حواس کے ذریعے حاصل ہونے والا علم اکتسابی ہے۔۔۔۔۔

وہ علماء جنہوں نے حواس سے حاصل ہونے والے علم کو ضروری قرار دیا تھا تو وہ دوسری تفسیر کے اعتبار سے ہے کہ وہ علم جو دلیل میں نظر و فکر کیے بغیر محض حواس سے حاصل ہو ضروری کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف اپنی عبارت ""فظہر انہ لا تناقض فی کلام صاحب البدایۃ"" سے کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے صاحب بدایہ پہ ہونے والے اعتراض کا جواب دیا،، اعتراض یہ تھا کہ اولا صاحب بدایہ نے علم کو دو اقسام میں تقسیم کیا:::

(1) ضروری (2) اکتسابی

پھر آگے جا کر نظرِ عقل سے حاصل ہونے والا علم جو خود اکتسابی ہے اس کی دو اقسام بیان کیں:::

(1)ضروری (2)استدلالی

یعنی اولا جس ضروری کو اکتسابی کے مقابلے میں لائے تھے اب آگے جا کر اسی ضروری کو اکتسابی کی قسم قرار دے کر استدلالی کے مقابلے میں لے آئے۔۔۔۔۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں اولا علم کو ضروری اور اکتسابی میں تقسیم کیا وہاں سے مراد وہ والا ضروری ہے جو اکتسابی کے مقابلے میں آئے((یعنی مخلوق کے اختیار کے بغیر حاصل ہو جائے))اور جہاں ضروری کو اکتسابی کی قسم بنایا وہاں سے مراد وہ والا ضروری ہے جو استدلالی کے مقابلے میں آئے۔۔۔۔۔

سوال::: صاحب بدایہ نے علم ضروری اور اکتسابی کی کیا تعریف بیان فرمائی تھی؟؟؟

جواب:::

علم ضروری::: وہ علم جسے اللہ پاک بندے کے کسب واختیار کے بغیر اس کے دل میں ڈال دے۔۔۔۔۔

مثلا:::اپنے وجود کا علم

علم اکتسابی::: وہ علم جسے اللہ پاک بندے کے کسب کی وجہ سے اس کے دل میں ڈال دے((کسب سے مراد اسباب ثلاثہ یعنی حواس، خبر صادق اور عقل کو استعمال کرنا ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: الہام کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: فیض کے طریقہ پہ دل میں کسی معنی کا القاء کرنا الہام کہلاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا الہام علم کے اسباب میں شامل ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،الہام علم کا سبب نہیں ہے۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے الہام کے بارے میں """لیس من اسباب العلم بشئ""" کہنے کی بجائے """لیس من اسباب معرفۃ بصحۃ الشئ""" کیوں کہا؟؟؟

جواب::: مناطقہ کے ہاں لفظ """علم""" مرکبات وکلیات کے ساتھ خاص ہے جبکہ لفظ معرفت """بسائط وجزئیات""" کے ساتھ خاص ہے جبکہ ہمارے نزدیک علم اور معرفت مترادف ہیں تو اس بات پہ تنبیہ کرنے کے لیے ماتن نے علم کی جگہ لفظ """معرفت""" کو استعمال کیا تاکہ ہمارا مذہب واضح ہو جائے کہ یہ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: عبارت """الاان تخصیص الصحۃ بالذکر""" سے شارح کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: ماتن نے الہام کے بارے میں کہا تھا"""لیس من اسباب المعرفۃ بصحۃ الشئ"""((یعنی الہام کسی چیز کے صحیح ہونے کی معرفت حاصل کرنے کا سبب نہیں))تو اس سے اعتراض ہو سکتا تھا کہ اگر الہام کسی چیز کے صحیح ہونے کی معرفت کا سبب نہیں تو کیا کسی چیز کے فاسد ہونے کی معرفت کا سب ہے؟؟؟

تو اس کا جواب شارح نے دیا کہ یہاں لفظ """صحۃ""" کو خاص طور پر بیان کرنے کا کوئی مقصد نہیں بلکہ الہام مطلقا کسی شے کی معرفت کا سبب نہیں۔۔۔

اعتراض::: آپ کا یہ کہنا درست نہیں کہ الہام علم کا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اس سے علم حاصل ہوتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے """مجھے میرے رب نے الہام کیا"""اور دیگر اسلاف سے بھی کثیر باتیں منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام علم کا فائدہ دیتا ہے۔۔۔۔

جواب::: اگرچہ الہام علم کا فائدہ دیتا ہے لیکن ہمارا یہ کہنا کہ یہ علم کا سبب نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عام لوگوں کے لیے علم کا سبب نہیں اسی وجہ سے ایک شخص کا الہام دوسرے کے لیے حجت نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

اعتراض:: آپ کا یہ کہنا درست نہیں کہ اسباب علم صرف تین ہیں کیونکہ خبر واحد اور مجتہد کا تقلید کرنا بھی علم کا فائدہ دیتا ہے۔۔۔۔

جواب::: یہاں علم سے مراد مطلقا علم نہیں بلکہ وہ علم ہے جو پختہ اعتقاد کا فائدہ دے،، خبر واحد سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے البتہ مجتہد کی تقلید سے پختہ علم حاصل ہوتا ہے لیکن اس میں زائل ہونے کا شک ہے((مجتہد کی تقلید سے پختہ علم حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے

کہ کوئی شخص اگر کسی مجتہد کی تقلید کر رہا ہے تو اس سے پختہ علم حاصل ہو رہا ہے لیکن یہ زائل ہو سکتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ شخص خود مجتہد کے درجہ پہ فائز ہو جائے اور اس پہ تقلید واجب نہ رہے)) لھذا یہ دونوں علم کے اسباب میں شامل نہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: عالم کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: اللہ پاک کے علاوہ وہ تمام موجودات جن کے ذریعے صانع ((یعنی اللہ عزوجل)) کی پہچان ہوتی ہے ان کو عالم کہا جاتا ہے۔۔۔۔

مثلا:::عالم اجسام، عالم نباتات وغیرہ

سوال::: کیا اللہ عزوجل کی صفات ""عالم"" میں داخل ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں کیونکہ صفات باری تعالی اس کا غیر نہیں یعنی ان کو اللہ سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی یہ عینِ ذات ہیں۔۔۔۔

پس صفات باری تعالی ""عالم"" کی تعریف سے خارج ہو جائیں گی۔۔۔۔۔

سوال::: کیا عالم حادث ہے؟؟؟ نیز فلاسفہ کا اس بارے میں کیا مؤقف ہے؟؟؟

جواب::: ہمارے نزدیک عالم اپنے تمام اجزاء سمیت ((مثلا آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے)) حادث ہے یعنی پہلے یہ چیزیں نہیں تھیں بلکہ ان کو بعد میں وجود بخشا گیا۔۔۔۔۔

فلاسفہ کہتے ہیں کہ آسمان اپنے مواد، صورت اور شکل کے ساتھ قدیم ہے اسی طرح عناصر اربعہ بھی اپنے مواد اور صورت کے ساتھ قدیم ہیں لیکن یہ کسی صورت سے کبھی خالی نہیں رہے((اس کا مطلب یہ ہے کہ عناصر اربعہ فی نفسہ قدیم ہیں شروع سے موجود رہے ہیں لیکن کسی نہ کسی صورت میں رہے ہیں مثلا::: مٹی،، یہ قدیم ہے لیکن کبھی یہ پہاڑوں کی صورت میں رہی ہے کبھی ریگستانوں کی صورت میں اور کبھی کسی اور صورت میں یعنی یہ عناصر اربعہ اپنے مواد کے ساتھ قدیم تو ہیں لیکن کسی نہ کسی صورت میں موجود رہے ہیں))۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا کہ فلاسفہ عالم کے حادث ہونے کا اقرار نہیں کرتے جبکہ آپ کی یہ بات درست نہیں کیونکہ فلاسفہ بھی عالم کو حادث مانتے ہیں۔۔۔۔۔

جواب::: اگرچہ فلاسفہ عالم کو حادث مانتے ہیں لیکن وہ حادث بالذات مانتے ہیں حادث بالزمان نہیں۔۔۔

حادث بالذات کا مطلب ہے کہ عالم ہمیشہ سے موجود تو ہے لیکن اپنے وجود میں کسی کا محتاج رہا ہے،،اس بات کا فلاسفہ اقرار کرتے ہیں۔۔۔

حادث بالزمان کا مطلب ہے کہ عالم پہلے وجود میں نہیں تھا پھر بعد میں عدم سے وجود میں آیا اس بات کو وہ تسلیم نہیں کرتے اور یہی ہمارا مقصود ہے،،پس ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ فلاسفہ عالم کے قدیم ہونے کا اقرار کرتے ہیں اس کو حادث نہیں مانتے۔۔۔۔

سوال::: عالم کن چیزوں سے مل کر بنا ہے؟؟؟

جواب::: عالم ""اعیان اور اعراض"" سے مل کر بنا ہے۔۔۔

سوال::: اعیان کی تعریف کریں۔۔۔

جواب::: اعیان اس ممکن چیز کو کہتے ہیں جو خود بخود قائم ہو سکے۔۔۔

سوال::: ""بقرینۃ جعلہ من اقسام العالم"" اس عبارت سے شارح کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: یہاں سے شارح ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں،،اعتراض یہ تھا کہ ماتن کی عبارت میں کلمہ ""ما"" عام تھا اس میں ممکن اور اس کے علاوہ دیگر اشیاء بھی شامل تھیں جبکہ شارح نے ""ما"" کی تفسیر ""ممکن"" سے کر کے اسے خاص کر دیا ہے۔۔۔

اس عبارت سے شارح جواب دے رہے ہیں کہ ""ما"" کو قرینے کی وجہ سے خاص کیا گیا ہے،،قرینہ یہ ہے کہ اعیان ""عالم"" کی اقسام میں سے ہے اور عالم ممکن ہے پس ممکن کی قسم بھی ممکن ہوئی لہذا ممکن کے ذریعے ""ما"" کی تفسیر کر کے عام کو خاص کر دیا۔۔۔۔

سوال::: متکلمین کے نزدیک عین کے قائم بذاتہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: متکلمین کے نزدیک قائم بذاتہ کا مطلب ہے کہ وہ چیز بذات خود متحیز ہو اور اپنے وجود میں کسی دوسرے حیز کی محتاج نہ ہو مثلا:::گلاس """عین""" ہے کیونکہ اس کا اپنا ایک وجود ہے اور وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں،، پس یہ گلاس ایک حیز سے دوسرے حیز کی جانب منتقل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ اپنے وجود میں کسی حیز کا محتاج نہیں۔۔۔۔

اس کے بر خلاف عرض وہ ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسرے تحیز کا محتاج ہو مثلا:::رنگین کپڑے میں """رنگ""" عرض ہے کیونکہ اس کا اپنا کوئی تحیز یا وجود نہیں بلکہ وہ اپنے وجود میں دوسرے تحیز یعنی کپڑے کا محتاج ہے پس وہ کپڑے سے جدا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا اپنا کوئی تحیز نہیں۔۔۔۔

سوال::: فلاسفہ کے نزدیک قائم بذاتہ اور قائم بغیرہ کا کیا مطلب ہے ؟؟؟

جواب::: فلاسفہ کے نزدیک قائم بذاتہ کا مطلب ہے کہ وہ چیز اپنے وجود میں کسی محل کی محتاج نہ ہو۔۔۔۔

قائم بغیرہ کا مطلب ہے کہ ایک چیز دوسری کے ساتھ اس طرح خاص ہو جائے کہ پہلی چیز نعت((یعنی صفت))بن جائے جبکہ دوسری چیز منعوت((یعنی موصوف))بن جائے خواہ وہ موصوف صفت کا متحیز بنے یا نہ بنے۔۔۔

موصوف اگر صفت کا متحیز بنے تو اس کی مثال سواد الجسم((یعنی کالا جسم))ہے اس میں جسم کالے رنگ کے لیے متحیز بن گیا ہے۔۔۔

موصوف اگر صفت کا متحیز نہ بنے تو اس کی مثال صفات باری تعالی ہیں کیونکہ ذات باری تعالی صفات کے لیے تحیز نہیں ہے۔۔۔۔

سوال:: عین کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ؟؟؟

جواب::: عین کی دو اقسام ہیں:::

(1)مرکب

وہ عین جو دو یا دو سے زیادہ اجزاء سے مرکب ہو مثلا::: جسم

(2)غیر مرکب

وہ عین جو اجزاء سے مل کر نہ بنا ہو مثلا::: جوھر

سوال::: جسم کتنے اجزاء سے مل کر بنتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں تین اقوال ہیں:::

(1) جسم کی ترکیب کے لیے کم از کم دو اجزاء ہونے چاہیے۔۔۔

(2) بعض کے نزدیک تین اجزاء کا ہونا ضروری ہے تا کہ طول، عرض اور عمق ثابت ہو۔۔۔

(3) بعض کے نزدیک آٹھ اجزاء کا ہونا ضروری ہے تا کہ ابعاد ثلاثہ کا ایک دوسرے کو زاویا قائمہ پہ قطع کرنا ثابت ہو سکے۔۔۔۔

سوال::: جسم کتنے اجزاء سے مل کر بنتا ہے اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے،، یہ اختلاف کی کون سی قسم ہے؟؟؟

جواب::: بعض لوگوں نے کہا کہ یہ وہ اختلاف لفظی ہے جس کا تعلق اصطلاح سے ہے اور اصطلاح کے بارے میں ہر ایک کو حق ہے کہ وہ جیسی مرضی اصطلاح قائم کردے۔۔۔۔

شارح نے اس مؤقف کا رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ وہ اختلاف لفظی ہے جس کا تعلق عرف اور لغت سے ہے کہ لفظ جسم جس چیز کے لیے وضع کیا گیا ہے کیا اس میں ترکیب ضروری ہے یا ابعاد ثلاثہ کا ہونا ضروری ہے؟؟؟۔۔۔

سوال::: جمہور اشاعرہ کا مؤقف ہے کہ جسم دو اجزاء سے مل کر بنتا ہے،، وہ اپنے مؤقف پہ کیا دلیل دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: جمہور اشاعرہ دلیل دیتے ہیں کہ جب دو جسم جو کہ ایک دوسرے کے برابر ہوں ان میں سے کسی ایک جسم پہ کسی جزء کا اضافہ کر دیا جائے تو کہا جائے گا""انہ اجسم من الآخر""((یعنی وہ جسم دوسرے جسم سے بڑا ہے))،، تو محض ایک جزء کے اضافے سے ایک جسم کا دوسرے سے بڑا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جسم کے لیے کم از کم دو اجزاء کا ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

لیکن شارح نے اس دلیل کا رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ""اجسم"" جسامت سے مشتق ہے جو کہ باب کرم یکرم سے ہے اور اس کا مطلب ہے ""مقدار میں زیادہ ہونا""،، اگر یوں کہا جائے ""انہ اجسم من الآخر"" تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ جسم دوسرے سے مقدار میں زیادہ ہے جسمیت میں نہیں،، پس اس اعتبار سے ""اجسم""اسم صفت ہو گا جبکہ ہم اس جسم کے بارے میں کلام کر رہے ہیں جو ذات ہے۔۔۔۔

سوال::: جوہر کی تعریف کریں۔۔۔

جواب::: جوہر اس عین کو کہتے ہیں جو فعلی، وہمی اور فرضی طور پر تقسیم کو قبول نہ کرے اور یہی جزءلایتجزی ہے۔۔۔۔

سوال::: ماتن نے عبارت میں ""کالجوہر"" کہا ہے ""وھوالجوھر"" کیوں نہیں کہا؟؟؟

جواب::: اگر ماتن ""وھوالجوھر"" کہہ کر عین غیر مرکب کا جوہر میں انحصار کر دیتے تو پھر یہ اعتراض ہوتا کہ عین غیر مرکب اور بھی ہیں مثلاً ہیولی، صورۃ جسمیہ وغیرہ ان کو شامل کیوں نہیں کیا گیا؟؟؟

پس اس اعتراض سے بچنے کے لیے مصنف نے ""کالجوہر"" کہا تاکہ پتا چلے عین غیر مرکب کی اور بھی امثلہ ہیں۔۔۔

سوال::: کیا فلاسفہ ""جزءلایتجزی"" کو تسلیم کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، فلاسفہ کے نزدیک یہ باطل ہے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ جسم دو چیزوں ہیولی اور صورت جسمیہ سے مل کر بنتا ہے۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے جزءلایتجزی کے اثبات پہ قوی ترین دلیل کون سی دی ہے؟؟؟

جواب::: اگر کرہ حقیقی کو سطح حقیقی پہ رکھا جائے تو اس کرہ حقیقی کا سطح حقیقی کے ساتھ ایک ایسے جزء کے ذریعے اتصال ہوگا جو غیر منقسم ہو اگر یہ تقسیم کے قابل ہو تو یہ اتصال دو اجزاء کے ذریعے ہوگا جن کو آپس میں ملانے سے خط بالفعل کا وجود لازم آئے گا جبکہ کرہ میں خط بالفعل موجود نہیں ہوتا پس ثابت ہوا کہ کرہ حقیقی کا خط حقیقی کے ساتھ اتصال ناقابل تقسیم جزء کے ذریعے ہوگا اور یہی جزء لایتجزی ہے۔۔۔۔

سوال::: عرض کی تعریف کریں۔۔۔

جواب::: عرض وہ ہے جو خود بخود قائم نہ ہو بلکہ غیر کے ساتھ قائم ہو بایں طور پر کہ اس کا اپنا کوئی تحیز نہ ہو بلکہ وہ تحیز میں غیر کا تابع ہو یا غیر کے ساتھ اس طرح خاص ہو کہ اس کے لیے صفت بن جائے۔۔۔

مثلا::: رنگ، ذائقہ، بو وغیرہ یہ سب عرض ہیں کیونکہ یہ خود بخود قائم نہیں ہو سکتے۔۔۔۔

سوال::: بعض لوگوں نے عرض کی تعریف یوں کی ہے کہ عرض وہ ہے جس کا بغیر محل کے تصور نہ کیا جاسکے،، کیا یہ درست ہے؟؟؟

جواب::: یہ تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ یہ بعض اعراض پہ صادق آتی ہے جبکہ تعریف تو وہ ہوتی ہے جو تمام پہ صادق آئے۔۔۔۔

سوال::: ""ویحدث فی الاجسام والجواہر"" اس عبارت میں کیا اختلاف ہے؟؟؟

جواب::: اس عبارت کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ عرض کی تعریف میں داخل ہے تاکہ صفات باری تعالی عرض سے خارج ہو جائیں۔۔۔

جبکہ دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ عرض سے صفات باری تعالی کو خارج کرنے کے لیے اس عبارت کو عرض کی تعریف میں شامل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جب ""مالا یقوم بذاتہ"" کہا تو صفات باری تعالی اسی سے خارج ہو جائیں گی لہذا اس عبارت کو تعریف میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ تو عرض کے حکم کا بیان ہے۔۔۔

سوال::: تمام رنگوں میں سے اصل رنگ کون سے ہیں؟؟؟

جواب::: ایک قول کے مطابق اصل رنگ سفید اور کالا ہے انہی کو ملانے سے بقیہ رنگ بن جاتے ہیں جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق سرخ، سبز اور پیلا رنگ اصل ہے اور بقیہ تمام رنگ انہی سے بنتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: اجتماع، افتراق، حرکت اور سکون کی تعریف کریں۔۔۔

جواب:::

اجتماع

دو چیزوں کا اس طرح ملا ہونا کہ ان کے درمیان تیسرے کے آنے کی گنجائش نہ ہو۔۔۔

افتراق

دواشیاء کااس طرح ہوناکہ ان میں تیسری شے کاآناممکن ہو۔۔۔

حرکت

ایک چیز کاایک وقت میں ایک جگہ ہونااوردوسرے وقت میں دوسری جگہ ہوناحرکت کہلاتاہے۔۔۔۔۔

سکون

ایک چیز کاایک وقت میں ایک جگہ ہونااوردوسرے وقت میں بھی اسی جگہ ہوناسکون کہلاتاہے۔۔۔۔۔

سوال::: ذائقوں کی کتنی اور کون سی انواع ہیں؟؟؟

جواب::: ذائقوں کی نوانواع ہیں:::

(1)کڑوا

(2)تیکھا

(3)نمکین

(4)کسیلا

(5)کھٹا

(6) قبض((یہ بھی کھٹے کی ایک قسم ہے))

(7)میٹھا

(8)چکنا

(9)پھیکا

سوال::: ""والاظھران ماعداالاکوان لایعرض الاالاجسام""اس عبارت سے شارح کیا کہناچاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: شارح یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اعراض کی چار امثلہ ((اکوان، رنگ، بو اور ذائقہ)) میں سے اکوان وہ مثال ہے جو جسم اور جوہر دونوں میں پائی جاتی ہے جبکہ بقیہ تین مثالیں صرف جسم میں پائی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: عالم کو اعیان و اعراض کا مجموعہ ثابت کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟؟؟

جواب::: جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم اعیان و اعراض سے مل کر بنا ہے تو یہ نتیجہ نکلا کہ ((ماسوی اللہ)) ہر چیز حادث ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اعراض کے حادث ہونے کا علم کیسے حاصل ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اعراض میں سے بعض کا حادث ہونا مشاہدے کے ذریعے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حرکت کے بعد سکون اور اندھیرے کے بعد روشنی کا آنا۔۔۔۔

بعض اعراض کا حادث ہونا دلیل سے پتا چلتا ہے جیسا کہ عدم کا طاری ہونا مثلاً حرکت پہلے معدوم تھی پھر وجود میں آئی پس ثابت ہوا کہ یہ حادث ہے کیونکہ قدیم ہونا عدم کے منافی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اعیان کے حادث ہونے پہ دلیل دیں۔۔۔۔

جواب::: اعیان حوادث سے خالی نہیں ہوتے اور ہر وہ چیز جو حوادث سے خالی نہ ہو اسے حادث کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اعیان کے حادث ہونے کی دلیل کا پہلا مقدمہ ہے ""اعیان حوادث سے خالی نہیں ہوتے"" اس مقدمے کو ثابت کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اعیان حوادث سے خالی نہیں ہوتے یعنی وہ حرکت و سکون سے خالی نہیں ہوتے اور حرکت و سکون دونوں حادث ہیں پس ثابت ہوا کہ اعیان حادث ہیں۔۔۔۔

سوال::: اعیان حرکت و سکون سے خالی کیوں نہیں ہوتے؟؟؟

جواب::: اعیان حرکت وسکون سے خالی نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر جسم یا جوہر کسی نہ کسی حیز میں پایا جاتا ہے،، اگر زمانہ سابقہ میں وہ جوہر یا جسم اسی حیز میں تھا تو اسے ہم ساکن کہیں گے اور اگر زمانہ سابقہ میں وہ کسی اور حیز میں تھا تو اسے حرکت سے تعبیر کریں گے پس ثابت ہوا کہ اعیان یا تو ساکن ہوں گے یا متحرک یعنی وہ حرکت وسکون سے خالی نہیں ہو سکتے۔۔۔۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حرکت میں دو آن اور دو مکان ہوتے ہیں((یعنی متحرک چیز ایک وقت میں ایک مکان پہ پائی جاتی ہے جبکہ دوسرے وقت میں دوسرے مکان پہ پائی جاتی ہے))اور ساکن میں دو آن اور ایک مکان ہوتا ہے((یعنی ایک وقت میں وہ چیز ایک مکان میں پائی جاتی ہے اور دوسرے وقت میں بھی اسی مکان میں پائی جاتی ہے))۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا کہ عین کسی بھی وقت حرکت یا سکون سے خالی نہیں ہو گا لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ جب عین حدوث ہوا یعنی عدم سے وجود میں آیا تو اس وقت نہ وہ متحرک تھا اور نہ ساکن کیونکہ اس کا وجود ہی نہیں تھا۔۔۔۔

جواب::: ہمیں اس اعتراض سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہمارا مقصد عین کے حدوث کو ثابت کرنا تھا اور یہ بات آپ اپنے اعتراض میں مان چکے ہیں پس ہمارا مؤقف ثابت ہو گیا۔۔۔۔

سوال::: حرکت وسکون کیوں حادث ہیں؟؟؟

جواب::: ((اس کا جواب ہم دو اعتبار سے دیں گے،، پہلے ہم مجموعی طور پر دونوں کے حادث ہونے پہ دلیل دیں گے اور پھر انفرادی طور پر حدوث کی دلیل دیں گے۔۔۔۔))

مجموعی دلیل::: چونکہ حرکت وسکون کا تعلق اعراض سے ہے اور اعراض باقی نہیں رہتے لہذا یہ دونوں حادث ہوئے۔۔۔۔۔

انفرادی دلیل::: حرکت میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا پایا جاتا ہے اور یہ چیز ازلیت کے منافی ہے اس کے علاوہ حرکت میں تغیر آنا بھی ضروری ہے لہذا ثابت ہوا حرکت حادث ہوتی ہے۔۔۔۔

سکون اس لیے حادث ہے کیونکہ اس کا زوال ممکن ہے یعنی اگر کوئی جسم ساکن ہو تو جیسے ہی وہ حرکت کرے گا اس کا سکون زائل ہو جائے گا اور جو چیز زوال کو قبول کرے وہ حادث ہوتی ہے۔۔۔۔

سوال::: اعیان کے حادث ہونے کی دلیل کا دوسرا مقدمہ تھا کہ ""ہر وہ چیز جو حوادث سے خالی نہ ہو حادث ہوتی ہے""اس مقدمے کو ثابت کریں۔۔۔۔

جواب::: وہ چیز جس میں حوادث پائے جائیں وہ حادث ہوتی ہے کیونکہ اگر ہم اسے حادث نہ مانیں بلکہ ازلی مانیں تو حادث کا بھی ازلی ہونا لازم آئے گا جبکہ حادث ازلی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے اعیان کو جوہر اور جسم میں منحصر کر دیا یہ بات درست نہیں کیونکہ اعیان کو ان پہ منحصر کرنے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ ایسے اعیان کا پایا جانا بھی ممکن ہے جو قائم بذاتہ ہوں لیکن متحیز نہ ہوں مثلاً عقول عشرہ اور نفوس مجردہ وغیرہ۔۔۔۔

جواب:: ہمارا مقصد ان ممکنات کو حادث ثابت کرنا ہے جن کا وجود ہو اور وہ کسی تحیز میں پائے جائیں،، فلاسفہ نے اعیان غیر متحیزہ کی جو مثال دی ہے یعنی عقول عشرہ اور نفوس مجردہ ان کا اپنا وجود دلائل سے ثابت نہیں۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے پیچھے کہا کہ اعراض کے حدوث کا علم مشاہدہ اور دلیل کے ذریعے ہوتا ہے لیکن بعض اعراض ایسے ہیں جن کے حدوث کا علم مشاہدے کے ذریعے نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہ اعراض جو آسمان کے ساتھ قائم ہیں مثلاً آسمان کی شکل اس کا طول و عرض وغیرہ۔۔۔۔

جواب::: ہمارے دعوے کے مطابق تمام اعراض حادث ہیں اور یہ اعتراض ہمارے دعوے کو کوئی نقصان نہیں دیتا کیونکہ آسمان عین ہے اور ہم پیچھے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ عین حادث ہوتا ہے پس جب عین کا حدوث ثابت ہو گیا تو اس کے ساتھ ملے ہوئے اعراض کا حدوث تو بدرجہ اولی ثابت ہو گا۔۔۔۔۔

اعتراض::: اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ ہر جسم کسی نہ کسی حیز میں پایا جاتا ہے تو پھر اجسام کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا کیونکہ حیز جسمِ حاوی کی اس باطنی سطح کو کہتے ہیں جو جسمِ محوی کی ظاہری سطح سے ملی ہوئی ہو،، چونکہ حیز خود ایک جسم ہے تو اس کے لیے کوئی حیز چاہیے اور پھر اس حیز کے لیے مزید حیز کی ضرورت پیش آئے گی تو یوں یہ ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔۔۔۔۔

جواب::: یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ فلاسفہ اور متکلمین کے نزدیک حیز کی الگ الگ تعریف ہے،، اگر دونوں کے نزدیک حیز کی ایک ہی تعریف ہوتی پھر یہ اعتراض ہو سکتا تھا،، متکلمین کے نزدیک حیز اس وہمی خلاء کو کہتے ہیں جسے جسم پُر کر دیتا ہے ((چونکہ خلاء جسم نہیں ہے لہذا یہ اعتراض باطل ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل کس ذات کا نام ہے؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل اس ذات کو کہتے ہیں جو واجب الوجود ہے،، واجب الوجود کا مطلب ہے کہ وہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل کے واجب الوجود ہونے پہ دلیل پیش کریں۔۔۔۔

جواب::: اس پہ مصنف نے دو دلائل دیے ہیں:::

(1) اگر اللہ پاک واجب الوجود نہ ہوتا ہے بلکہ جائز الوجود ہوتا ((جائز الوجود کا مطلب ہے کہ اس کا وجود خود سے نہیں تھا بلکہ کسی نے اسے وجود بخشا)) تو خود اس کا عالم میں سے ہونا لازم آتا جبکہ وہ تو عالم کا صانع ہے،، اگر اللہ عزوجل عالم میں سے ہوتا تو اپنی ذات کا صانع ہونا لازم آتا تھا جو کہ درست نہیں۔۔۔۔

عالم ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو صانع کے وجود پہ علامت ہے،، اگر اللہ عزوجل کو واجب الوجود نہ مانا جائے بلکہ جائز الوجود مان کر اسے عالم میں شامل کیا جائے تو اس کا اپنی ذات کے لیے علامت ہونا لازم آتا اور یہ بات بھی درست نہیں،، پس ثابت ہوا کہ اللہ پاک واجب الوجود ہے۔۔۔۔۔

(2) جو ممکنات کو وجود بخشتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ واجب الوجود ہو اگر وہ خود ممکن الوجود ہے تو اس کا ممکنات میں سے ہونا لازم آئے گا حالانکہ وہ تو عالم کا محدث ہے۔۔۔۔۔

سوال::: برھان تمانع کس طرح اللہ پاک کے واحد ہونے پہ دلالت کرتی ہے؟؟؟

جواب::: اگر دو معبود مان لیے جائیں تو ان کے درمیان مخالفت کا ہونا ممکن ہے وہ اس طرح کہ ان میں اگر ایک زید کی حرکت کا ارادہ کرے اور دوسرا معبود زید کے ساکن ہونے کا ارادہ کرے تو یہاں دو صورتیں بنیں گی یا تو دونوں کا ارادہ نافذ ہو گا یا ان میں سے

کسی ایک کا ہو گا،، دونوں کا ارادہ نافذ ہونا ممکن نہیں کیونکہ حرکت وسکون بیک وقت جمع نہیں ہو سکتیں اور اگر ان میں سے کسی ایک کا ارادہ نافذ ہو گا تو دوسرے کا عجز لازم آئے گا اور جو عاجز ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا کیونکہ عجز حادث ہونے کی علامت ہے،، پس ثابت ہوا کہ معبود کا متعدد ہونا محال ہے۔۔۔۔

اسی بات کی طرف اللہ عزوجل کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے:::

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

ترجمہ کنزالعرفان::: اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان وزمین تباہ ہو جاتے۔۔۔۔

اعتراض::: ممکن ہے کہ دونوں معبودوں کا آپس میں جھگڑا نہ ہو اور ان کا ایک بات پہ اتفاق ہو جائے وہ دونوں زید کی حرکت کا ارادہ کر لیں،، تو اس صورت میں اجتماع ضدین لازم نہیں آئے گا۔۔۔۔

جواب::: یہ اعتراض تب ہوتا جب ہم یہ کہتے کہ دونوں معبودوں کے درمیان جھگڑا لازمی ہو گا،، ہم نے بھی محض امکان کو بیان کیا ہے کہ ممکن ہے دونوں میں جھگڑا ہو جائے لہذا یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا کہ ایک معبود زید کی حرکت کا ارادہ کرے گا اور دوسرا زید کے ساکن ہونے کا تو یہ بات ممتنع ہے کیونکہ جس طرح زید بیک وقت حرکت وسکون کا ارادہ نہیں کر سکتا اسی طرح جب ایک معبود نے زید کی حرکت کا ارادہ کر لیا ہو تو دوسرے کے لیے زید کے ساکن ہونے کا ارادہ کرنا محال ہے۔۔۔۔

جواب::: دونوں ارادوں کا جمع ہونا محال نہیں ہے کیونکہ دونوں کا محل الگ الگ ہے،، البتہ ان دونوں ارادوں کی مرادوں کا جمع ہونا محال ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حجت کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: حجت کی دو اقسام ہیں:::

(1) حجت اقناعی

یہ وہ حجت ہے جو غیر یقینی مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اس کا ملازمہ عادیہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں مقدم اور تالی کا لزوم ضروری نہیں ہوتا،، اس سے ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(2) حجت قطعی

یہ وہ حجت ہے جو یقینی مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اس کا ملازمہ یقینیہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں مقدم اور تالی کا لزوم ضروری ہوتا ہے ،، اس حجت سے یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آیت ""لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا"" میں کون سی حجت کا استعمال کیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: اس میں حجت اقناعی پائی جا رہی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دو معبودوں کے متعدد ہونے کے وقت جھگڑے کا ہونا ممکن ہے،، اگر حجت قطعی پائی جاتی تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ معبودوں کے متعدد ہونے سے یہ جھگڑا لازمی ہوتا۔۔۔۔

سوال::: ""والا فان اريد الفساد بالامكان"" سے شارح کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: شارح کہنا چاہ رہے ہیں کہ اگر مذکورہ بالا آیت میں حجت قطعی مانی جائے اور تعدد الہ ہونے کی صورت میں فساد ہونے کو لازم قرار دیا جائے تو یہاں پہ کون سا فساد مراد ہوگا،، فساد بالفعل یا فساد بالامکان؟؟؟ اگر فساد بالفعل مراد ہو تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ معبودوں کے متعدد ہونے کی صورت میں فساد لازمی ہوتا اور آسمان و زمین موجودہ شکل میں نہ ہوتے جبکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے دونوں معبود ایک بات پہ اتفاق کر لیتے۔۔۔۔

اگر فساد بالامکان مراد ہے تو اس کی نفی پہ کوئی دلیل نہیں جبکہ اس کے وقوع پہ بکثرت دلائل موجود ہیں جیسا کہ قیامت کے قریب یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا،، پس ثابت ہوا کہ معبودوں کا متعدد ہونا فساد کو لازم نہیں ہے۔۔۔۔

اعتراض::: کلمہ ""لو"" اس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ جزاء کی نفی شرط کی نفی کی وجہ سے ہے پس مذکورہ آیت ""لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا"" کا مطلب ہوگا کہ معبود متعدد نہیں ہیں لہذا فساد بھی نہیں ہوا یعنی اس آیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ فساد کی نفی کی جا رہی ہے جبکہ اصل مقصود معبود کے متعدد ہونے کی نفی کرنا تھا۔۔۔۔

جواب::: معترض کی بات اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن بعض اوقات جزاء کی نفی سے شرط کی نفی کی جاتی ہے مثلا:::

لوکان العالم قدیما لکان غیر متغیر

یعنی اگر عالم قدیم ہوتا تو غیر متغیر ہوتا،، چونکہ عالم پہلے سے ہی غیر متغیر ہے لہذا اس کے ذریعے عالم کے قدیم ہونے پہ استدلال کر دیا گیا اسی آیت میں بھی یہی مراد ہے یعنی جزاء کی وجہ سے شرط کی نفی ہو رہی ہے ((چونکہ زمین و آسمان میں فساد نہیں ہے لہذا ثابت ہوا معبود ایک ہے))۔۔۔۔۔

سوال::: واجب الوجود کا قدیم ہونا کیوں ضروری ہے ؟؟؟

جواب::: واجب الوجود کا قدیم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر اس کو حادث مانا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کا وجود کسی نے بنایا پس اس صورت میں اس کا واجب الوجود ہونا باطل ہو جائے گا یعنی واجب الوجود کا قدیم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر اسے قدیم نہ مانا جائے تو اس پہ واجب الوجود کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

سوال::: کیا واجب اور قدیم دونوں مترادف ہیں ؟؟؟

جواب::: جی نہیں یہ دونوں مترادف نہیں ہیں کیونکہ دو مترادف چیزوں کا مفہوم ایک ہی ہوتا ہے جبکہ یہاں دونوں کا مفہوم ایک دوسرے سے الگ ہے،، قدیم اسے کہتے ہیں جس کے وجود کی کوئی ابتداء نہ ہو اور واجب الوجود اسے کہتے ہیں جس کا وجود ذاتی ہو۔۔۔۔۔

سوال::: قدیم اور واجب الوجود میں کون سی نسبت پائی جاتی ہے ؟؟؟

جواب::: اس بارے میں دو مذاہب ہیں:::

(1) دونوں میں نسبت عموم خصوص مطلق ہے،، قدیم عام ہے اور واجب خاص ہے،، قدیم کا اطلاق اللہ پاک کی ذات و صفات پہ ہوتا ہے جبکہ واجب الوجود کا اطلاق محض اللہ پاک کی ذات پہ ہوتا ہے اگر واجب الوجود کا اطلاق صفات باری تعالی پہ ہو تو واجب الوجود کا متعدد ہونا لازم آئے گا۔۔۔۔۔

(2) دوسرا مذہب یہ ہے کہ واجب اور قدیم دونوں میں نسبت تساوی پائی جا رہی ہے،، جس طرح قدیم کا اطلاق اللہ پاک کی ذات و صفات دونوں پہ ہوتا ہے اسی طرح واجب کا اطلاق بھی دونوں پہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

اعتراض::: جس طرح صفات باری تعالیٰ پہ واجب الوجود کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اس سے واجب الوجود کا متعدد ہونا لازم آئے گا بلکل اسی طرح صفات باری تعالیٰ پہ قدیم کا اطلاق درست نہیں کیونکہ اس سے قدماء کا تعدد لازم آئے گا جو توحید کے خلاف ہے۔۔۔۔

جواب::: صفات باری تعالیٰ پہ قدیم کا اطلاق کرنا بلکل درست ہے کیونکہ اس سے صفات قدیمہ کا تعدد لازم آرہا ہے،، جس قدیم کے متعدد ہونے کی بات اعتراض میں کی گئی ہے اس سے مراد ذوات قدیمہ کا متعدد ہونا ہے جبکہ یہاں پہ صفات قدیمہ کا متعدد ہونا پایا جارہا ہے جو کہ محال نہیں((البتہ اگر یہاں ذوات قدیمہ کا تعدد پایا جاتا پھر محال ہوناتھا))۔۔۔۔

سوال::: امام حمید الدین ضریری اور دیگر متاخرین کے نزدیک واجب الوجود اور قدیم میں کون سی نسبت پائی جاتی ہے؟؟؟

جواب::: ان کے نزدیک دونوں میں نسبت تساوی ہے یعنی جس طرح قدیم کا اطلاق اللہ پاک کی ذات وصفات دونوں پہ ہوتا ہے اسی طرح واجب الوجود کا اطلاق بھی ذات وصفات دونوں پہ ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک ہر واجب قدیم ہے اور ہر قدیم واجب ہے((چونکہ پہلا قضیہ سب کے نزدیک تسلیم شدہ ہے یعنی سب اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر واجب قدیم ہے جبکہ دوسرا قضیہ مختلف فیہ ہے لہذا متاخرین دوسرے قضیے کے اثبات پہ دلیل دیتے ہیں کہ))اگر ہر قدیم کو واجب نہ مانا جائے تو وہ ممکن ہوگا اور ممکن میں عدم اور وجود دونوں جوانب مساوی پائی جاتی ہیں پس وجود کو عدم پہ ترجیح دینے کے لیے کسی مخصص کی ضرورت ہوگی اور جو چیز مخصص کی محتاج ہو وہ حادث ہوتی ہے اس طرح قدیم کا حادث ہونا لازم آئے گا لہذا ہر قدیم کو واجب ماننا پڑے گا۔۔۔۔

اعتراض::: ((یہ اعتراض امام حمید الدین ضریری اور متاخرین کے مذہب پہ ہے اعتراض سے پہلے ایک بات سمجھ لی جائے کہ جو چیز قائم بالذات نہ ہو اسے معنی کہا جاتا ہے لہذا متکلمین کے نزدیک صفات باری تعالیٰ معنی ہیں کیونکہ یہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مل کر قائم ہوتی ہیں))

اعتراض یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کو جب واجب لذاتہ مان لیا تو ان کے لیے بقاء کو بھی ماننا پڑے گا اور بقاء بھی ایک معنی ہے پس قیام المعنی بالمعنی لازم آرہا ہے۔۔۔

جواب::: صفات اور ان کا بقاء ایک ہی چیز ہے دو الگ الگ اشیاء نہیں ہیں یہ اعتراض تب ہوتا جب یہ دونوں چیزیں الگ الگ پائی جاتیں۔۔۔۔

سوال::: ""وھذاکلام فی غایۃالصعوبہ"" شارح اس عبارت سے کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: شارح یہاں جانبین((یعنی جمہوراور متاخرین)) کے مؤقفات پہ اعتراض وارد کرر ہے ہیں۔۔۔

جمہور کا مؤقف ہے صفات باری تعالیٰ قدیم ہیں واجب الوجود نہیں جبکہ متأخرین کا دعویٰ ہے کہ صفات باری تعالیٰ قدیم بھی ہیں اور واجب الوجود بھی ہیں،،شارح فرماتے ہیں کہ دونوں پہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔۔۔

جمہور پہ اعتراض یہ ہے کہ اگر صفات واجب الوجود نہیں تو یہ ممکن ہوں گی اور ممکن حادث ہوتا ہے لہذاصفات کا حادث ہونالازم آئے گا،،متاخرین پہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر صفات واجب الوجود ہیں توواجب الوجود کا متعدد ہونالازم آئے گا کیونکہ صفات متعدد ہیں اور یہ چیز توحید کے منافی ہے۔۔۔۔

سوال::: مذکورہ بالاسوال میں جمہور پہ وارد ہونے والے اعتراض کا وہ کیاجواب دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: جمہور کہتے ہیں کہ صفات باری تعالیٰ قدیم بالزمان اور حادث بالذات ہیں((یعنی زمانے کے اعتبار سے قدیم ہیں ان پہ کبھی عدم طاری نہیں ہوااورذات کے اعتبار سے حادث ہیں کیونکہ یہ اپنے وجود میں خداتعالیٰ کی محتاج ہیں))لہذااب وہ اعتراض لازم نہیں آئے گا جواوپر والے سوال میں ہوا۔۔۔۔

شارح نے جمہور کے اس جواب کارد کردیا کہ جو تقسیم جمہور نے کی ہے یہ تو فلاسفہ کا طریقہ ہے نہ کہ متکلمین کا،،اوراس تقسیم سے یہ خرابی لازم آتی ہے کہ آپ((قدیم بالزمان اور حادث بالذات کہ کر))حادث اور قدیم کو جمع کررہے ہیں لہذایہ جواب درست نہیں۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل کی صفات ذکر کریں اوران کوثابت کریں۔۔۔

جواب::: اللہ عزوجل کی سات صفات ہیں:::

(1)حی

(2)قادر

(3)علیم

(4)سمیع

(5)بصیر

(6)شائی((چاہنے والا))

(7)مرید((ارادہ کرنے والا))

کائنات کا یہ نظام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کو بنانے والا ان صفات کے ساتھ متصف ہو ورنہ یہ نظام نہیں چل سکتا،،اگر صانع میں یہ صفات نہیں ہوں گی تو ضرور بالضرور اس میں ان صفات کی اضداد پائی جائیں گی مثلا زندگی کی ضد موت، علم کی ضد جہالت وغیرہ جبکہ یہ تمام چیزیں اللہ پاک کے لیے محال ہیں اس کے علاوہ ان صفات کا ثبوت شریعت کے ذریعے بھی ہوتا ہے مثلا قرآن کریم میں آیا""ان اللہ علی کل شئ قدیر""تو اس سے اللہ کی صفت قدرت ثابت ہو گئی اسی طرح مزید صفات بھی قرآن سے ثابت ہیں۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے کہا کہ اللہ کی صفات شریعت سے ثابت ہیں جبکہ شریعت بھی انہی صفات سے ثابت ہے تو یوں دور لازم آجائے گا۔۔۔

جواب::: صفات دو طرح کی ہیں:::

(1)وہ صفات جن پہ شریعت کا ثبوت موقوف ہو۔۔۔۔

(2)وہ صفات جن پہ شریعت کا ثبوت موقوف نہ ہو مثلا توحید وغیرہ کیونکہ اس پہ شریعت کا ثبوت موقوف نہیں ہے پس یہاں بھی وہی صفات مراد ہیں جن پہ شریعت کا ثبوت موقوف نہ ہو۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل کے عرض سے پاک ہونے پہ دلیل دیں۔۔۔

جواب::: اللہ عزوجل عرض نہیں ہے۔۔۔

پہلی دلیل:::عرض قائم بذاتہ نہیں ہوتا بلکہ کسی ایسے محل کا محتاج ہوتا ہے جو اسے قائم رکھے پس اگر اللہ پاک کو عرض مانا جائے تو اس کا محتاج ہونا لازم آئے گا۔۔۔

دوسری دلیل::: عرض کی بقاء محال ہے،،اگر اس کی بقاء مان لی جائے تو قیام المعنی بالمعنی لازم آئے گا کیونکہ عرض بھی ایک معنی ہے اور بقاء بھی ایک معنی ہے،،لہذا اللہ پاک عرض نہیں ہے کیونکہ اس کی ذات کی بقاء ضروری ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ""وھذا مبنی ان بقاء الشیٔ معنی زائد علی وجودہ""اس عبارت سے شارح کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟؟؟

جواب::: پچھلے سوال میں اللہ پاک کے عرض نہ ہونے کی دوسری دلیل میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ بقاء ایک الگ چیز ہے اور شے کا وجود ایک الگ چیز ہے اس کا شارح رد فرما رہے ہیں کہ شے کا وجود اور بقاء دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ بقاء شے کے وجود کا عین ہے بس فرق یہ ہے کہ شے کے حدوث کے وقت اسے وجود سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب وجود برقرار رہتا ہے تو اسے بقاء کہتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: اگر بقاء کو شے کے وجود کا عین قرار دیا جائے تو پھر یہ قول ""وجد ولم یبق((شے پائی گئی لیکن باقی نہ رہی))"" باطل ہو جائے گا کیونکہ اس سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ شے کا وجود الگ چیز ہے اور اس کی بقاء ایک الگ چیز ہے۔۔۔۔

جواب::: اس قول میں ""وجد""کا تعلق زمانہ اول سے ہے جس میں شے کا وجود ہوا اور ""ولم یبق""کا تعلق زمانہ ثانی سے ہے جس میں اس کا وجود باقی نہ رہا لہذا اس سے ہم پہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔

سوال::: ""وأن انتفاء الاجسام فی کل آن""اس عبارت کی وضاحت کریں۔۔۔۔

جواب::: اس سے شارح اشاعرہ کا ایک مؤقف بیان کر رہے ہیں کہ ان کے نزدیک جسم کا فنا ہونا ہر وقت لگا رہتا ہے اور اس کی جگہ اس کا مثل پیدا ہوتا رہتا ہے پس تجدد امثال یعنی مثل کے بار بار پیدا ہونے کی وجہ سے اجسام باقی رہتے ہیں لہذا تجدد امثال کی وجہ سے اعراض کی بقاء بھی ضروری ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

سوال::: فلاسفہ کے ہاں قیام العرض بالعرض کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: فلاسفہ کے ہاں قیام العرض بالعرض جائز ہے،،ان کی دلیل یہ ہے کہ حرکت ایک عرض ہے،، تیز یا سست ہونا ایک دوسرا عرض ہے جو حرکت کے ساتھ قائم ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ عرض عرض کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے۔۔۔۔

شارح اس کا رد فرماتے ہیں کہ یہ دلیل تب درست مانی جاتی جب حرکت اور تیز یا سست ہونے کا وجود الگ الگ ہوتا، یہ دونوں الگ الگ نہیں ہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے البتہ بعض اوقات کسی حرکت کو سست کہ دیا جاتا ہے اور کسی کو تیز کہ دیا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں یہ ایک ہی چیز ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا سرعت اور بطوء((یعنی سست اور تیز)) حرکت کی انواع میں سے ہیں؟؟؟

جواب::: جی نہیں یہ حرکت کی انواع نہیں ہیں کیونکہ ان میں ذاتی اختلاف نہیں پایا جاتا بلکہ ان کا اختلاف اضافی امور کی وجہ سے ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا اللہ عزوجل مجسم ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں بلکہ اللہ عزوجل جسم سے پاک ہے کیونکہ جسم مختلف اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور اپنے تحیز میں کسی حیز کا محتاج ہوتا ہے اور یہ چیزیں حدوث کی علامت ہیں۔۔۔۔

سوال::: فلاسفہ اور متکلمین کے نزدیک جوہر کی کیا تعریف ہے؟؟؟ نیز یہ دونوں گروہ اللہ پاک کے جوہر ہونے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔۔۔۔

جواب::: یہ دونوں گروہ اس بات پہ متفق ہیں کہ اللہ پاک جوہر نہیں ہے لیکن دونوں نے جوہر کی تعریف الگ الگ کی ہے۔۔۔۔

متکلمین کے نزدیک جوہر::: جزءلایتجزی کا نام جوہر ہے اور جزءلایتجزی متحیز ہوتا ہے اور جسم کا جزء ہوتا ہے جبکہ اللہ پاک تحیز اور جزء سے پاک ہے لہذا اللہ پاک جوہر نہیں ہے۔۔۔۔

فلاسفہ کے نزدیک تعریف::: ان کے نزدیک جوہر اس موجود کو کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی محل کا محتاج نہ ہو،،اس معنی کے اعتبار سے جوہر کا اللہ پاک پہ اطلاق کرنا درست ہوگا لیکن فلاسفہ اسے ممکن کی قسم بناتے ہیں یعنی وہ ممکنہ ماہیت جو اپنے وجود میں کسی محل کی محتاج نہ ہو پس ممکن کی قسم ہونے کی وجہ سے فلاسفہ کے نزدیک بھی جوہر کا اللہ پہ اطلاق نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

سوال::: اگر جسم کا معنی مراد لیا جائے وہ جو قائم بالذات ہے اور جوہر کا معنی مراد لیا جائے وہ موجود جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو کیا تب بھی اللہ عزوجل کی ذات پہ ان کا اطلاق نہیں ہو سکے گا؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،تب بھی اللہ پاک پہ ان دو ناموں کا اطلاق نہیں ہوگا اس کی تین وجوہات ہیں:::

(1)اللہ کے نام شریعت نے بیان کر دیے لہذا اللہ کو انہی ناموں سے پکارنا چاہیے،،شریعت میں جوہر اور جسم کا ذکر نہیں یعنی ان کو اللہ کے ناموں میں شمار نہیں کیا گیا لہذا ان کا اللہ پہ اطلاق بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔

(2)جوہر اور جسم ماننے سے ذہن مترکب اور متحیز کی طرف منتقل ہوگا جبکہ اللہ ان چیزوں سے پاک ہے لہذا ان دونوں ناموں کا اطلاق اس پہ نہیں ہو سکتا۔۔۔

(3)اللہ پہ جسم اور جوہر کا اطلاق کرنے سے فرقہ باطلہ مثلاً مجسمہ اور نصاری وغیرہ سے مشابہت لازم آئے گی جبکہ ان کی مشابہت سے بچنا لازم ہے۔۔۔۔

اعتراض::: اگر اللہ پاک کے لیے انہی ناموں کا استعمال کرنا درست ہے جو شریعت نے وارد کیے بقیہ کا اطلاق اس کی ذات پہ نہیں کیا جا سکتا تو """موجود،واجب اور قدیم""" ان کا اطلاق بھی اللہ پاک پہ نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔

جواب::: اس کے دو جوابات ہیں:::

(1)ان ناموں کو اللہ کے لیے استعمال کرنے پہ اجماع ہے لہذا ان کو استعمال کر سکتے ہیں۔۔۔

(2)اللہ،واجب اور قدیم آپس میں مترادف ہیں اور وجود واجب کو لازم ہے،،پس جب شریعت کسی نام کا اللہ پہ اطلاق کر دے تو اس کے مترادفات ولوازمات کو بھی اللہ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے،،لیکن یہ دوسرا جواب کمزور ہے اور اس میں نظر ہے۔۔۔

سوال::: کیا اللہ عزوجل کے لیے ان صفات کو استعمال کرنا درست ہے """مصوَّر، محدود، متبعض، متجز، مترکب، متناہ"""???

جواب::: جی نہیں،،اللہ پاک مصوَّر نہیں ہے یعنی اس کی کوئی شکل وصورت نہیں ہے کیونکہ شکل وصورت جسم کی ہوتی ہے اور وہ جسم سے پاک ہے،،اللہ پاک کی کوئی حد نہیں،،اللہ پاک عدد سے پاک ہے وہ بعضیت اور اجزاء سے پاک ہے وہ مترکب نہیں ہے کیونکہ مترکب اجزاء کی ترکیب سے بنتا ہے جبکہ اللہ اجزاء سے پاک ہے،،اللہ عزوجل متناہی بھی نہیں ہے کیونکہ متناہی ہونا مقادیر و اعداد کی صفت ہے۔۔۔۔

سوال::: کیا اللہ عزوجل کو کیفیت وماہیت کے ساتھ متصف ماننا درست ہے ؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل ماہیت یعنی ہم جنس ہونے سے پاک ہے،،اسی طرح اللہ کیفیت یعنی رنگ،ذائقہ،خوشبو وغیرہ سے بھی پاک ہے کیونکہ یہ تمام صفات جسم کی ہیں۔۔۔۔

سوال::: کیااللہ عزوجل کسی مکان میں متمکن ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،،کیونکہ تمکن کہتے ہیں ایک بعد کادوسرے بعد میں سرایت کرناچاہے یہ بعد وہمی ہویا متحقق ہواور بعد کی مزید دو اقسام ہیں یاتووہ جسم کے ساتھ قائم ہوتاہے((اوراسے بعدامتداد کہتے ہیں))یاوہ خودبخود قائم ہوتاہے جیساکہ خلا،،جبکہ خداتعالٰی ان چیزوں سے منزہ ہے۔۔۔۔

سوال::: متمکن اور متحیز میں کیافرق ہے؟؟؟

جواب::: متمکن متحیز سے اخص ہے یعنی متحیز عام ہے اور متمکن خاص ہے۔۔۔۔

سوال::: اللہ پاک کے تحیز سے پاک ہونے پہ دلیل دیں۔۔۔۔

جواب::: اس پہ مصنف نے دوطرح سے دلیل دی ہے:::

(1)اگراللہ کے لیے کوئی حیز ہے تویاوہ قدیم ہوگایاحادث ہوگا،،قدیم نہیں ہوسکتاکیونکہ تعدد قدماءلازم آئےگااور حادث بھی نہیں ہوسکتاکیونکہ پھراللہ کے محل کاحادث ہونالازم آئےگا۔۔۔۔

(2)اگراللہ کے لیے حیزمانیں توتین صورتیں بنتی ہیں یاتوخدااسائز میں حیز کے برابر ہوگایاچھوٹاہوگایابڑاہوگا،،اگرچھوٹایابرابر ہوگاتو اس کامتناہی ہونالازم آئےگااوراگربڑاہوگاتواس کامتجزی ہونالازم آئےگا۔۔۔۔

جب اللہ کامکان سے پاک ہوناثابت ہوگیاتولامحالہ طورپراس کے لیے حدود مقرر کرنایاجہت مقرر کرنابھی باطل ہوگیا۔۔۔۔